يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ

(۲۹_۵۶)

مفہوم:

اے میرے مومن بندو! اگر تم میری نازل کردہ کتاب کی روشنی میں حکومت قائم نہیں کرسکتے تو میری زمین بڑی کشادہ ہے، کہیں بھی جا کر خاص میری دی ہوئی الکتاب کی روشنی میں نظام قائم کرو۔

کیا ہماری نمازیں قرآنی صلوٰۃ ہے؟

از قلم عزیز اللہ بوہیو

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مشن اور مقصد، اقامۃ الصلوٰۃ کے ذریعے لوگوں کو سامان رزق دینا ہے۔
(۱۹_۳۱)، (۴۲_۱۳)

دنیا میں سب سے بڑے ذمہ دار مصلی کے عہدوں پر فائز لوگ، اللہ کے نبی رہے ہیں۔
بحوالہ: (۱۹_۳۱)

جس سماج میں، جس معاشرہ میں، جس انتظامیہ کی نگرانی میں لوگوں کے کھانے کے انتظام میں کوتاہی برتی جاتی ہوگی، تو اس سے اللہ کے دین، اللہ کے قانون اور انبیاء کے مشن کی تکذیب ہوجائیگی۔ جس کی سزا ایسے دور کے نظام صلوٰۃ قائم کرنے کے عہدہ داروں کو دی جائے۔
(۱۰۷_ ۱تا۷)

انبیاء کی بعثت اور مشن کا مقصد یہ ہے کہ محنت کشوں کی اجرت کا کوئی استحصال نہ کرے۔
اور ان کو اجرت پوری پوری دی جائے
(۲۰_۱۵) (۴۵_۲۲)

پہلے مسئلہ معیشت، پھر ایمان

پہلے نظام صلوٰۃ قائم کرکے اسکے ذریعہ لوگوں تک سامان رزق پہنچانے کا کام کیا جائے، اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا اور انکے مشن اور تحریک میں انکی مدد کرنا، یہ پیٹ کے مسئلہ اور ضروریات زندگی کے سامان بہم پہنچانے کے مسئلہ کے بعد دوسرے نمبر کا کام ہے۔
(۵_۱۲)

ایک آدمی نے مروجہ رکوع وسجدہ میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا، ایسے عمل کو نماز کہا جاتا ہے۔
اور ایک آدمی ہے، جس نے کسی بے گھر، بھوکے ننگے بیمار کا مسئلہ چھت، کھانا، کپڑا، اور ادویات دے کر اور بے علم کو علم دے کر اسے حل کیا، تو اس عمل کا نام صلوٰۃ ہے، اللہ نے صلوٰۃ کا حکم دیا ہے! نماز کا نہیں۔
اللہ کی ربوبیت کا مفہوم لوگوں کی محتاجی حل کرنے میں ہے۔ اللہ کے صفاتی ناموں کو دانے دار مالاؤں پر رٹے لگانے اور گنتی کرنے سے ثواب نہیں ملتا بلکہ ان ناموں کے معنوں پر عمل کرکے اور انکی روشنی میں معاشرہ بنانے والے عمل کا نام اقامۃ الصلوٰۃ ہے۔

آؤ! قرآن کو امامی علوم کے قید سے آزاد کرائیں

رب ذوالجلال نے آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے انسانیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے کے لئے انہیں غلامی سے نجات دینے کے لئے، محنت کے استحصال سے بچانے کے لئے اپنے آخری نبی محمد الرسول اللہ سلام علیہ کے ذریعے بذریعہ وحی کتاب قرآن حکیم بھیجی کہ آنے والی انسانی کھیت جب جب اس کتاب کو اپنے معاشروں اور حکومتوں کا منشور بنا کر اس کا اتباع کرینگی تو وہ امن اور خوشحالی میں رہینگی ورنہ انسانوں کے لئے آزاد رہنے اور خوشحال رہنے کے لئے اس کے سوا اور کوئی ضمانت نہیں ہے اس بات کا اعلان اس کتاب میں خود رسول اللہ سے بھی کرایا گیا کہ واوحی الی هذا القرآن لانذركم به و من بلغ یعنی میری طرف انسانوں کو بے راہ روی سے بچانے کے لئے صرف یہ کتاب قرآن بھیجا گیا ہے پھر حکم دیا گیا کہ اتبعوا ما انزل اليكم ولا تتبعوا من دونه اولياء (۳-۷) یعنی تابعداری کرو اس کتاب کی جو نازل کی گئی ہے تمہاری طرف اور اس کے علاوہ دیگر علوم کو اپنا دوست اور خیر خواہ سمجھ کر انکے پیچھے نہ چلو۔ انسانوں نے جب اس پر عمل کر کے دکھایا تو غلام ساز بادشاہت قیصر و کسریٰ اور انکی ایجنٹ پاپائیت ختم ہو گئی پھر اس شکست خوردہ عفریت نے بڑی ریسرچ سے یہ نکتہ کھنگال کر نکالا کہ انہیں یہ شکست مسلم امت وملت کی عرب افواج نے نہیں دی یہ شکست انہیں ملی ہوئی نظریاتی کتاب قرآن نے انہیں دی ہے پھر انہوں نے سر جوڑ کر یہ نکتہ نکالا کہ لوہے کو لوہا کاٹے سو اب اس طرح کیا جائے کہ ایک علم ایسا ایجاد کیا جائے جس میں پھر سے جاگیرداری، سرمایہ داری، محنت کے استحصال کے جواز اور غلام سازی کے جواز کے دروازے کھولے جائیں اور اس علم کی نسبت خود رسول اللہ کی طرف کی جائے اور اسکو وحی خفی اور غیر متلو مثل قرآن کا نام دیا جائے پھر اس علم الروایات کو آگے بڑھانے کے لئے اجماع امت اور قرآن دشمن امامی نام والی تحریک کے فقہوں کے لئے یہ مشہور کیا جائے کہ دین کی فہم انکی اجتہادی بصیرت پر آ کر ختم ہو گئی اور آئندہ قرآنی فہم کے لئے ان امامی مسلکوں سے باہر رہ

(بقیہ ٹائٹل کے صفحہ ۳ پر)

یَاعِبَادِیَ الَّذِینَ اٰمَنُوٓا اِنَّ اَرضِی وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعبُدُونَ

(۲۹-۵۶)

مفہوم:

اے میرے مومن بندو! اگر تم میری نازل کردہ کتاب کی روشنی میں حکومت قائم نہیں کر سکتے تو میری زمین بڑی کشادہ ہے، کہیں بھی جا کر خاص میری دی ہوئی الکتاب کی روشنی میں نظام قائم کرو۔

کیا ہماری نمازیں قرآنی صلوٰۃ ہے؟

از قلم عزیز اللہ بوہیو

سندھ ساگر اکیڈمی

عنوان: کیا ہماری نمازیں قرآنی صلوٰۃ ہے؟

مصنف: عزیز اللہ بوہیو

طبع اوّل: نومبر ۲۰۰۷ء

قیمت: ۵۰ روپیہ

ناشر: سندھ ساگر اکیڈمی
پوسٹ آفس خیر محمد بوہیو، براستہ نوشہرو فیروز سندھ

مصنف کی دیگر تصانیف:

سندھی

1 آیات بینات
2 قرآن جو فرمان
3 قرآن مجہور
4 فقہ القرآن
5 احسن الحدیث
6 نماز اور صلوٰۃ میں فرق
7 تفسیر سورۃ فاتحہ
8 سلف صالحین کے ناموں سے علمی خیانتیں

اردو

1 صلوٰۃ کی وہ معنیٰ جو قرآن نے بتائے
2 فتنۂ انکار قرآن کب اور کیسے؟ (دو جلدیں)
3 فکر شاہ ولی اللہ قرآن کے آئینے میں
4 حجت صرف قرآن ہے
5 صلوٰۃ اور نماز میں فرق
6 رائے ونڈ کی مٹی سے عالمی سامراج کا انتقام

انتساب

یہ کتاب میں حوزۂ علمیہ قم ایران کے عزت مآب جناب آیت اللہ ڈاکٹر محمد صادقی صاحب **دامت فیوضھم** اور ان کے شاگردِ رشید ڈاکٹر کاظم علی رضا صاحب فاضل حوزۂ علمیہ قم ایران کے ناموں سے منسوب کرتا ہوں۔

تھوڑے ہی عرصہ سے میری اردو میں لکھی ہوئی کتابوں کی وجہ سے پنجاب کے مختلف پڑھنے والے احباب جو فکر قرآن سے وابستہ ہیں ان کے ساتھ تعارف اور آنے جانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسی دوران چنیوٹ اور جھنگ کے دوستوں کے پاس سال 2007 کے شروع میں میرا آنا ہوا۔ دونوں جگہ پر ساتھیوں نے بتایا کہ چنیوٹ اور جھنگ کے درمیان جو شہر بھوآنہ واقع ہے اس میں شیعہ خاندان کے چشم و چراغ علامہ ڈاکٹر کاظم علی رضا صاحب ایران کے علمی مرکز حوزہ علمی قم سے پڑھ کر آئے ہیں اور یہاں اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد پاکستان کے اندر شیعہ مکتبہ فکر کے تین مدرسوں میں تعلیم دینے کیلئے استاد بنے ان تینوں مدرسوں سے یکے بعد دیگرے اس جرم میں نکالے گئے کہ وہاں جو تعلیم دے رہے تھے اس میں قرآن حکیم کی حاکمیت اور مرکزیت کے حوالوں سے یہ سکھاتے تھے کہ علوم دینیہ کا واحد اصل اور ماخذ قرآن ہے اور قرآن مخالف کوئی بھی حدیث امامی فقہ یا قول قابل قبول نہیں ہوگا۔ تو اس جرم کی پاداش میں پہلے ایک مدرسہ سے نکالے گئے پھر دوسرے مدرسہ میں استاد بنے پھر وہاں سے بھی نکالے گئے، پھر تیسرے مدرسہ میں گئے آخر وہاں سے بھی نکالے گئے۔ قرآن سے محبت اور وابستگی کے جرم کی پاداش میں بڑے پریشان ہو کر دل ہی دل میں اللہ سے راز و نیاز کیا۔

بجرم عشق تو مے کشند غوغائیست تو نیز بر سر بام آچہ خوش تماشائیست

علامہ کاظم علی رضا صاحب نے رحیم یار خان کے شیعہ اہل دل دوستوں سے معاشی پریشانی کا ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ مدرسوں میں ملا بن کر علم قرآن کو ذریعہ روزگار نہ بناؤ!

اپنے روزگار کیلئے اپنے دست وبازو سے کوئی اور وجہ معاش اختیار کر کے اپنے گھر کی روٹی کھا کر دنیا کے سامنے قرآن پیش کرو! اس لیئے کہ یہی نعرہ تھا انبیاء علیہم السلام کا کہ **وما اسئلکم علیه من اجر ان اجری الا علیٰ رب العلمین** (26.109) یعنی اے لوگو میں تم سے قرآن کے نام سے کوئی کھانا روٹی طلب نہیں کرتا مجھے پیغام الٰہی سنانے کی اجرت میرا رب دے گا۔

فکر قرآن سے وابستہ جھنگ چنیوٹ کے افراد نے علامہ کاظم علی رضا صاحب سے پوچھا کہ امت مسلمہ کے اندر امامی علوم والے مدارس سے تو آج تک کوئی قرآنی عرفان والا آدمی کم ہی نظر آیا ہے انہی مدارس میں غلامانہ تعلیم دی جاتی ہے۔ جن کیلئے کسی نے کہا ہے کہ

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا   کہاں سے آئے صدا الا الہ الا اللہ

تو علامہ صاحب آپ ان مدرسوں کی دام تزویر میں سے نکل کر قرآن کی طرف کس طرح آئے؟ تو علامہ صاحب نے بتایا کہ میں جب ایران کے مرکز علوم قم گیا تو وہاں حوزہ علمی قم کے استاد آیت اللہ ڈاکٹر محمد صادقی صاحب کے ہاں ان سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اور پورے ایران اور علماء قم میں وہ واحد شخصیت ہیں جو قرآن حکیم کو واحد اصل دین قرار دیتے ہیں۔ اور علم الروایات اور امامی فقہوں کے قرآن کے خلاف اقوال کو رد کر دیتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں قرآن کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے اسی نظریہ کی وجہ سے قم کے دیگر اسکالرز اور حکومت ایران ان کے سخت مخالف ہیں۔ اس حد تک جو وہ کوشش کرتے ہیں کہ کوئی ان کے پاس پڑھنے بھی نہ جائے۔ (میرے خیال میں ایران والے آیت اللہ صادقی صاحب کو ان کی قرآن سے دوستی کی وجہ سے پھانسی دے دیتے لیکن ان کے ہاں جو قانون ہے کہ آیت اللہ کی ڈگری پر فائز کسی بھی عالم کو پھانسی کی سزا نہیں دی جاسکتی شاید اس لیئے صادقی صاحب محفوظ اور سلامت ہیں) میں اپنی یہ کتاب ان دونوں بزرگوں یعنی آیت اللہ ڈاکٹر محمد صادقی صاحب اور ان کے شاگرد ڈاکٹر کاظم علی رضا صاحب کے ناموں سے منسوب کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ وہ اس لیئے بھی کہ میری تحریری کاوشیں بھی علوم روایات اور امامی علوم جو

قرآن کے رد میں وجود میں لائے گئے ہیں ان کے مقابلہ میں قرآن کو پھر سے میدان میں لانے کیلئے ہیں۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھے جو جناب ڈاکٹر کاظم علی رضا صاحب سے جھنگ شہر میں پہلی ملاقات کا شرف حاصل ہوا اس کا بھی کچھ ذکر کروں میں نے ان کی خدمت میں کتاب اصول کافی کی احادیث میلاد آئمہ حضرات سے متعلق سوال کیا جو مختصراً کچھ یہ ہیں۔ نمبر 1 بنت رسول فاطمہ علیہا السلام کو ماہواری نہیں آتی تھی۔ نمبر 2 امام حسن علیہ السلام ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے۔ (اس طرح سے ان کی والدہ فاطمہ کی عمر اس وقت اصول کافی کے لحاظ سے دس سال بنتی ہے۔ اور فاطمہ سے علی کا نکاح 9 سال کی عمر میں ہو جاتا ہے جو کہ سن بلوغت نہیں ہے) نمبر 3۔ اور امام حسین کی ولادت امام حسن کے تولد فرمانے کے چھ ماہ بعد ہوئی ہے۔ نمبر 4 امام حسین کے پیدا ہونے کے بعد ماں کی چھاتی میں دودھ نہیں تھا اور امام صاحب دوسرے تیسرے روز اپنے نانا محمد علیہ السلام کا انگوٹھا چوس چوس کر اس سے غذا حاصل کرتے تھے۔ نمبر 5۔ اگر علی پیدا نہ ہوتے تو فاطمہ سے نکاح کیلئے کوئی برابر کا کفو نہ ہوتا۔ (اور کتب تواریخ کے حوالوں سے فاطمہ کے پیدا ہونے کا جو سال نبوت ملنے کے پانچ سال بعد لکھا گیا ہے۔ اس لحاظ سے ان کی والدہ خدیجۃ الکبریٰ کی عمر ساٹھ سال بنتی ہے جو عمر عورتوں کیلئے بچے جننے کی نہیں ہوتی اگر کوئی کہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو بڑھاپے کی عمر میں بیٹا اسحاق پیدا ہوا ہے اس طرح فاطمہ بھی خدیجہ کو بڑھاپے میں ملی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے قرآن میں ابراہیم کی اہلیہ کیلئے تو بتایا کہ ہم نے اسے بڑھاپے میں اسحاق دیا، محمد علیہ السلام کی اہلیہ کیلئے کیوں نہیں بتایا کہ اسے بھی ہم نے اماموں کی ماں اور دادی فاطمہ بڑھاپے میں دی) مطلب کہ میرا سوال تھا کہ ولادت آئمہ حضرات قرآن کے حکم **فطرت الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله** (30.30) کے قانون کے خلاف ہے۔ یعنی آئمہ کی تخلیق کے وقت اللہ کے قانون تخلیق میں تبدیلی کیوں آئی؟ جو کہ اعلان قرآن کے خلاف ہے تو جواب میں جناب علامہ کاظم علی صاحب نے بس اتنا فرمایا کہ ایران کی جاہل عوام کا کہنا یہ ہے

کہ ہم شیعہ لوگوں کے امام حضرات فرضی ہیں ۔جن کا حقیقی وجود نہیں ہے۔علامہ صاحب کے اس جواب کے بعد مجھے یاد آیا کہ پاکستان کے مولوی بھی ملک کے پڑھے لکھے لوگوں کو جوان کا والا درس نظامی نہیں پڑھے ہوئے ہیں انہیں جاہل کہتے ہیں۔اور یہ تنگ نظر مولویانہ ذہنیت قرآن مخالف امامی علوم کی پیداوار ہے۔بخاری میں مذاہب عالم کی تحریف شدہ تفصیل والی کتابیں پڑھنے پر بندش لگائی ہوئی ہے کہ کہیں انہیں ان میں اپنا چہرہ نہ نظر آجائے۔اس لیئے پورے عالم اسلام پر امامی علوم کے پہرے بٹھائے ہوئے ہیں کہ کوئی بھی کہیں سے بھی قرآن کی طرف جانے نہ پائے۔گلف حجاز اور مدینہ پر حنبلی شیعوں کا قبضہ ہے، مصر پر شافعی شیعوں کا قبضہ ہے، ترکی پاکستان، ہندستان اور افغانستان میں حنفی شیعوں کو چوکیدار کیا ہوا ہے کہ خبردار کوئی بھی قرآن کی طرف جانے نہ پائے۔اور شام، ایران، عراق، بیروت، لبنان اور سوویت یونین سے آزاد شدہ سنٹرل ایشیاء کے چھ سات ملکوں پر جعفری شیعوں کے فقہ کو مسلط کر کے قرآن کا راستہ روکنے کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔تقریباً ہزار سال سے امامی باقیات قرآن کو جکڑے ہوئے ہے اور چاروں طرف سے اس کے راستے بند کیئے ہوئے ہیں۔لیکن میں سمجھتا ہوں کہ علم اور شعور کی روشنی آرہی ہے۔وہ دن دور نہیں کہ قرآن ان سب بندشوں کو توڑ کر اعلان کر دے کہ

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جھٹکے سے   کوئی آئے کر کے دکھائے تو گرفتار مجھے

میں یہ المیہ تسلیم کرتا ہوں کہ تقریباً ایک ہزار سال کے عرصہ سے مسلم امت اللہ کے کلام قرآن حکیم کو امامی علوم کے قید میں بند کیے ہوئے ہے۔یہ امت مسلم کے خسران کا بڑی مثال ہے۔ **ان الانسان لفی خسر** کا جیتا جاگتا ثبوت بھی ہے۔لیکن اللہ کو فرعون کے محلات میں موساؤں کو پالنے کا ہنر بھی آتا ہے۔میرے نہایت ہی لائق احترام دوست جناب قاضی خالد محمود صاحب جو اصل میں مانسہرہ شہر کے رہنے والے ہیں حال کراچی میں رہائش پذیر ہیں انہوں نے قرآن حکیم کی بہت شاندار تفسیر لکھی ہے۔جس کے بعض بعض رموز اور تفسیری نکات کو پڑھ کر ان پر

اسے خراج تحسین دینے کیلئے کھڑے ہو کر میں غائبانہ اسے فوجی سلوٹ پیش کرتا ہوں وہ تفسیر اگرچہ چھپی نہیں ہے اس کے کچھ اوراق کی فوٹو اسٹیٹ میں نے قاضی صاحب سے لیے ہیں۔میں نے قاضی صاحب سے پوچھا کہ آپ کو یہ نعمت کس طرح ملی؟ تو جواب میں قاضی صاحب نے بتایا کہ میں شروع میں اہل حدیث تھا اور اس فرقہ کا نہایت ہی مناظرہ باز قسم کا ترجمان تھا انہی دنوں میری ملاقات ایک شیعہ عالم سے ہوئی جس نے کہا کہ تمہارے ہمارے یہ فرقے تو ایسے ہی ہیں ان پر مغز ماری سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔صحیح حدیثوں اور ضعیف حدیثوں کا فیصلہ تم قیامت تک نہیں کر پاؤ گے، اگر آپ کو دین اسلام کی صحیح صحیح تلاش اور کھوج لگانی ہے تو دین اسلام صرف اور صرف قرآن میں ملے گا۔قاضی صاحب نے فرمایا کہ پھر وہ دن وہ دہاڑا میں نے سب سہارے چھوڑ کر ایک شیعہ کی رہنمائی میں جو قرآن کی طرف توجہ کی تو **والذین جاهد و افینا لنهدینهم سبلنا**(29.29) کے کرشموں کو آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور روزانہ یہ مناظر دیکھ رہا ہوں۔

حیدرآباد سندھ کے میرے دوست محترم توفیق میمن نے ایک مجلس میں اپنی ایک بات سنائی کہ رات کے پچھلے پہر چار بجے کے وقت کسی نے آکر مجھے نیند سے اٹھایا۔میں دروازہ پر گیا تو دو آدمی کھڑے تھے۔ایک میرا تعلق والا دوست تھا اور ایک کے یونیفارم سے میں سمجھا کہ وہ شیعہ عالم ہیں جو اپنے جبہ قبہ اور مخصوص دستار کے فل کٹ میں تھے۔میرے دوست نے کہا کہ توفیق یہ شیعہ عالم ہیں ایران میں رہتے ہیں اور آج کراچی سے انہیں تہران بھی جانا ہے، اس کو علامہ پرویز کی کتاب لغات القرآن چاہیے یہ اسے ایران لے جائیں گے۔بہر صورت و بہر قیمت یہ کتاب چاہیے۔پھر انہوں نے جیب سے پیسے بھی نکالے تو میں نے ان کو کہا کہ مجھے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے کتاب میرے پاس موجود ہے میں آپ کو لا کر دیتا ہوں جو اندر سے لا کر میں نے ان کے حوالے کر دی۔

یہ ابھرتے ہوئے سورج کا پیام آیا ہے   انقلاب آئے گا انداز شہنشاہی میں

چلو ہم آیت اللہ محمد صادقی حوزہ علمی قم والے اور ڈاکٹر کاظم علی رضا بھوآنہ والوں کی خدمت

میں جب یہ کتاب اس لیئے منسوب کرر ہے ہیں جو انہوں نے امامی علوم جعفری مارکہ شعیت سے قرآنی علوم کی فوقیت اولیت اور اصلیت کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے تو اسی حوالہ سے برصغیر میں شیعت اور امامی علوم چھوڑ کر قرآن کی طرف آنے والوں کے سالار قافلہ جناب سر سید احمد خان کو بھی سلوٹ کرتے ہیں۔ جناب الطاف حالی کو بھی امامی علوم چھوڑ کر قرآن کی طرف آنے پر سلام کرتے ہیں۔ جناب جسٹس امیر علی مصنف کتاب روح اسلام کو بھی امامی علوم چھوڑ کر قرآن کی طرف آنے پر سلام کرتے ہیں۔ جناب ازہر عباس صاحب (پانی پت) کو بھی امامی علوم سے قرآن کی طرف آنے پر سلام کرتے ہیں۔ اب تو میں عزیز اللہ بھی حنفی شعیت کو چھوڑ کر قرآن کی طرف آ گیا ہوں۔ اور اب قرآن کی طرف آنے کا سلسلہ علم کی روشنی آنے سے تا قیامت جاری وساری رہے گا۔ اب عالمی سامراج قیصریت اور کسرویت کی باقیات آئی ایم ایف اور ڈبلیو ٹی او۔ والے سن لیں

اس دار ورسن کی محفل میں حق کہنے کا دستور نہیں   میں اس دستور کو بدلوں گا یہ راز بتانے آیا ہوں
یہ راج محل کی دیواریں محفوظ کرو محفوظ نہیں   یہ راج محل جل جائے گا میں آگ لگانے آیا ہوں

مقدمہ

بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحیم

میں اس مقدمہ میں مسئلہ صلوٰۃ کی تفہیم سے متعلق جو عرضداشت قارئین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں، اس کیلئے آیت 22.40 کی تعبیر کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔ آیت کریمہ ہے کہ **الذین اخرجو من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ولو لا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا و لینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز (22.40)**

خلاصہ: ''جن لوگوں کو ناحق ان کے گھروں سے، وطن سے، موروثی ریاست سے نکالا گیا جن کا اس کے سوا اور کوئی قصور نہیں تھا کہ ان کا نظریہ صرف یہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ ہماری پرورش صرف اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے ہوئی ہے۔ اللہ اگر اپنی حکمت سے بعض لوگوں کو بعض کے ذریعے دفع نہ کرتا تو لوگ مٹا ڈالتے صوامع کو، بیع کو، صلوات کو، مساجد کو جن کے اندر اللہ کے قوانین کا کثرت سے مذکور ہوتا ہے۔ اللہ جس کی مدد کرنا ضروری سمجھتا ہے تو اسکی امداد لازمی کرتا ہے، تحقیق اللہ طاقت والا ہے اور غالب ہے۔''

جناب قارئین! آیت کریمہ میں الفاظ صوامع بیع صلوات اور مساجد کے معانی بائبل سے لے کر مسلم دور میں سامراج کے فرستادہ امام مافیا کی طرف سے بری طرح سے تحریف کیئے گئے ہیں۔ ان معانی مین مکمل رہبانیت کا تاثر ہے۔ صحیح معنی وہ ہے جو قرآن حکیم نے خود اسی آیت میں سمجھائے ہیں۔ ان چاروں مراکز کا معنی ایک ہی ہے یعنی اللہ کے قوانین کے نفاذ کا مرکز۔ آیت کریمہ میں جو لفظ ''صلوات'' آیا ہے یہ جمع کا صیغہ ہے اور اس کا مفرد صلوٰۃ ہے۔ ملکوں قوموں کے مراکز جنہیں دشمن ایام جنگ میں ٹارگٹ بناتا ہے ان میں سے آیت کریمہ میں جن چار مراکز کے نام آئے ہیں یہ اگرچہ اصطلاحی نام ہیں اور ان کا کانسپٹ اور مفہوم قرآن نے ایک ہی بتایا ہے۔

میں سب کی تفصیل میں جائے بغیر صرف صلوات اور صلوٰۃ سے متعلق مختصراً ثابت کرنے کیلئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن حکیم نے لفظ صلوٰۃ کے معنی خود بتائے ہیں، وہ ہے: پیچھے پیچھے چلنا اور تابعداری کرنا (75.31,32) تو جس مرکز قانون کو جو یہودیوں کے ممالک میں قبل اسلام ہوتا تھا اسے صلوات کہا جاتا تھا۔ اسکے جو معانی قرآن نے بتائے کہ ''**یذ کر فیھا اسم اللہ**'' تو اس قانونی مرکز کے احکامات کا بھی لازمی تقاضا ہے کہ ان کی اتباع کی جائے، ان کے پیچھے چلا جائے۔ تو اس ترادف معنوی سے ثابت ہوجاتا ہے کہ مرکز صلوات سے جاری کردہ احکام اور قرآن حکیم میں معاشیات وغیرہ قسم کے احکام جو اقیموا الصلوٰۃ کے آرڈروں کے ذریعے دیئے گئے ہیں یہ سب نوح علیہ السلام سے لیکر جناب محمد علیہ السلام تک ایک قسم کی شریعت کے مختلف ایڈیشن ہیں۔ اب ذرا توجہ فرمائی جائے کہ قرآنی صلوٰۃ کیلئے قرآن حکیم ہم سے اقامت الصلوٰۃ کیلئے کس طرح کا کام اور ڈیوٹی لینا چاہتا ہے۔ فرمایا کہ مومن وہ ہیں جو اقامۃ الصلوٰۃ کر کے **مما رزقنا ھم ینفقون** (2.3) سامان رزق کو خرچ کریں گے اور اقامۃ الصلوٰۃ کا مقصد لوگوں کو سامان نشو ونما، سامان پرورش دینا ہے۔ یہ حکم قرآن حکیم میں بیسیوں بار تکرار سے دیا گیا ہے۔ جس میں اقامۃ صلوٰۃ سے ایتاء زکوٰۃ ہو، اس سے تمہارا مستقبل خوش حال ہوگا۔ (2.110) تمہاری صلوٰۃ جو لوگوں کی معاشی نشوونما کرتی ہے۔ وہ فرقہ بندی میں محدود ہونے کے بجائے عالمگیر اور جملہ انسانوں کیلئے ہونی چاہئے۔ (2.125) تمہاری ملی اور ریاستی طاقت نظریاتی پختگی سے اور صلوٰۃ سے ہوگی (2.153) معاشرے کے اندر منشیات اور مفت خوری کی ساری اقسام، ربا، جوا، سٹہ بازی وغیرہ سے نظام صلوٰۃ ناکام بن جائے گا۔ (5.91) قرآن کے احکام پر چلے بغیر صلوٰۃ کا نظام ضائع ہوجا ئے گا۔ (7.170) بن سمجھے، شور وغوغا کرنے کو صلوٰۃ قرار دینا کفر ہے۔ (8.35) لوگوں سے ڈرنے والا صلوٰۃ کا نظام قائم نہیں کر سکے گا۔ (9.18) جو نظام صلوٰۃ مالی امور کا فارمولہ نافذ نہ کرے وہ صلوٰۃ سے شمار نہیں کیا جائے گا۔ (11.87) زمین بے آئین وبے لگام معاشروں میں

ہجرت کر کے جایا جائے، خاص طور پر اسلئے کہ وہاں نظریاتی نوجوانوں کے ذریعے، نظام صلوٰۃ کے ذریعہ لوگوں کی فکری اور معاشی خوشحالی کیلئے ان کی خدمت کی جائے۔ (14.37) انسانوں کو، قوموں کو غلامی سے نجات دلا کر آزادی حاصل کرنے کیلئے دنیا کے طاغوتی اور جابر بادشاہوں کو نظام صلوٰۃ کے ذریعے توڑ کر ختم کیا جائے۔ (20.14) نظام صلوٰۃ قائم کرنے والوں پر سرمایہ پرست مافیا مصیبتیں لائے گی۔ ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا (31.17) نظام صلوٰۃ کے ذریعے سامان رزق دینے کی ذمہ داری عورتوں پر بھی ہے۔ (33.33) نظام صلوٰۃ کی تفصیلات پارلیمنٹ سے پاس کرانی ہوں گی۔ (42.38) اگر نظام صلوٰۃ کو لوگوں کے کھانے اور معاشی مفہوم میں نہیں قبول کیا جائے گا اسے کوئی شخص نماز کہے تو کہے لیکن وہ صلوٰۃ نہیں ہے۔ (74.43,44)

جناب قارئین! قرآن حکیم کی اس عظیم الشان اصطلاح، سامراج دشمن اصطلاح، سرمایہ داریت اور جاگیرداریت کی دشمن اصطلاح **اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ** کو عالمی (مترفین) مفت خور مافیا نے صحیح معنوں میں سمجھ کر اس میں اپنی موت کو دیکھا پھر انقلابیوں کے ٹھڈوں سے شاہی تاجوں کو فٹبال بنایا گیا، قیصریت وکسرویت پامال ہوگئی، روم وفارس کی آدم خور بادشاہت دم توڑ چکی، ان کے غلام بنائے ہوئے انسانوں کے ریوڑوں کے ریوڑ آزاد کرائے گئے اور شان نبوت ''**ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم**'' (7.157) کے شاندار مظاہرے ہوئے، غلامی کے طوق ٹوٹ گئے، زنجیریں توڑی گئیں، آزادی کی دیوی خون کے تالابوں میں ڈبکیاں کھا کھا کر جو اچھل کر نکلی تو ناچتی کودتی ہرنوں کی طرح چھلانگ لگاتے ہوئے ہرستائے ہوئے، لوٹے ہوئے، لتاڑے ہوئے، محنت کش کے صحنوں پر رقص کرنے لگی یہ انقلاب موسوی اور عیسوی انقلابوں کو صدیاں گزرنے کے بعد کچلی ہوئی اور پسی ہوئی انسانیت نے دیکھا۔ ان گنت خزاؤں کے بعد جو بہار آئی تو دیکھتے ہی دیکھتے یہ انقلاب اپنی پہلی ہی انگڑائی میں حجاز سے منہ نکالتے ہی ایشیاء، افریقہ، یورپ تک پھیل گیا اور ہر جگہ زندانوں کے در ٹوٹ گئے۔ جناب

!یہ سارا کمال اس انڈیکیشن میں تھا کہ: **اقیموا الصلوة واٰتوا الزکوة وما تقدموا لا نفسکم من خیر تجدوه عند الله** ،،یعنی اقامۃ الصلوۃ سے لوگوں کو جو تم سامانِ پرورش پہنچاؤ گے تو یہ تمہارا عمل اللہ کے ہاں تمہارے مستقبل کا ضامن ہوگا اس تابناک مستقبل کی شاہدی اسلامی انقلاب کے دشمن تاریخ نویسوں نے بھی لکھی ہے کہ معاشرہ اتنا خوش حال اور خود کفیل ہو گیا تھا کہ کوئی ایک شخص بھی خیرات وصدقہ لینے والا مستحق نہیں رہا، ساری رعیت کے جملہ افراد خوشحال ہو گئے۔ایک دن امیر المومنین عمر بن الخطاب ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ان کے ساتھ میں بیٹھا ہوا قبل اسلام کے دور کا غلام اور آج کا آزاد اور برابر کا ساتھی، عمر کے ساتھ کندھا کندھے سے ملائے وہ بھی کھانا کھا رہا تھا۔عمر نے اسے دیکھ کر کہا کہ قربان جائیں اس قرآنی انقلاب پر جس نے آقا اور غلام کی تمیزیں مٹا کر کل کے مٹی میں ملے ہوئے انسان کو اتنا تو اوپر اٹھایا کہ وہ آج امیر المومنین عمر کا ہم نشین ہے، عزت اور مرتبہ میں برابر کا ساتھی ہے۔تو اس صحابی شخص نے اپنی قمیص اتار کر اپنے جسم پر تیروں، تلواروں کے زخموں کے نشان دکھائے اور کہا کہ اے امیر المومنین! ہم نے بھی اسلامی انقلاب میں یہی چیز دیکھی تھی جس کیلئے اپنی جانوں کے نذرانے دیکر اسے حاصل کیا ہے۔

جنابِ عالی! انسانوں کی تاریخ بڑی گھناؤنی رہی ہے۔خود قرآن نے بھی اس پر ریمارک دیا ہے کہ ''**والعصر ان الانسان لفی خسر** یعنی تاریخ گواہ ہے کہ انسان مجموعی طور پر خسارے میں رہا ہے سواء مستثنیات کے، اور انسانوں کی سرکشی پر قرآن حکیم کا ایک اور ریمارک ہے کہ **خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصیم مبین** (16.4) یعنی اللہ نے انسان کو تو پیشاب کے قطرے سے پیدا کیا لیکن جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا گیا اپنے خالق کے قانون کا دشمن بنتا گیا

قرآنِ حکیم کی بلا شرکت غیرے حاکمیت کا عرصہ شاہ ولی اللہ نے چار سو سال لکھا ہے۔ میری نظر میں انڈر گراؤنڈ اور تار پیڈ و انداز سے شکست خوردہ یہودیت مجوسیت اور نصرانیت کے اتحاد ثلاثہ نے دنیا میں پھر سے بادشاہیت اور سرمایہ داریت کو واپس لانے کیلئے امامت کے القاب سے

اپنے دانشور ایجنٹوں کو پہلی ہی صدی سے قرآنی انقلاب کے قوانین کو توڑنے، مسخ کرنے اور انہیں منسوخ قرار دینے کیلئے رسول اللہ علیہ السلام کے اسم گرامی سے منسوب حدیثیں بنوائیں، پھر ان سے فقہی فرقے بنوانے شروع کئے۔ بہر حال میں یہ کوئی نیا انکشاف نہیں کر رہا، یہ چیزیں تو آج بھی امامی علوم کے ذخیروں والے انبار، پوری امت مسلمہ کے مذہبی مدرسوں میں موجود ہیں۔ جن کے قرآن مخالف ہونے پر میں بہت کچھ لکھ بھی چکا ہوں۔ آئندہ کیلئے بھی کسی کو اگر گھمنڈ ہے تو ان کے امامی فرقے کی حدیثیں اور فقہ، قرآن کے خلاف نہیں ہے تو آئیں سامنے، ہم ان کے ذخیرہ احادیث کو، ذخیرہ فقہ کو خلافِ قرآن ثابت کر کے دکھاتے ہیں۔ اگر میں ثابت نہ کر سکا تو میری سزا پھانسی اور اگر ثابت کر سکا تو اس امامی علوم کے علمبرداروں کی خدمت میں صرف ایک درخواست ہے وہ یہ کہ اللہ کے کلام قرآن مجید کے احکام کو مانیں اور امامی علوم سے دستبردار ہو جائیں اور جن قرآنی احکام کے ذریعے نابالغ بچوں کا نکاح حرام کیا گیا ہے۔ بحوالہ (4.6) جن قرآنی احکام میں پیسے کمانے کا سورس صرف محنت ہے۔ بحوالہ (53.39) جس کلام اللہ میں جاگیرداری حرام کی گئی ہے بحوالہ (21.105) جس قرآن حکیم میں سرمایہ داری حرام ہے۔ بحوالہ (2.219) جس قرآن میں معاشروں کو مالی امور میں اونچ نیچ میں تقسیم کرنے کی بجائے برابری میں کلاس لیس سوسائٹی کے طرز پر رکھنا ہے۔ بحوالہ (41.10) اور جس کلام اللہ میں غلامی پر بندش لگائی گئی۔ بحوالہ (53.38) اور (8.67) سو! اے اماموں کے پجاری لوگو! ذرا ان اماموں کے شجرہائے نسب تو دیکھو کہ کئی سارے امام کنیزوں کی اولاد ہیں۔ اس قضیہ کی صغریٰ کبریٰ سے حد اوسط نکالنے سے آپ سمجھ جائیں گے کہ ان نسب ناموں سے رشتوں کے ڈانڈے کہاں سے کہاں پہنچتے ہیں۔ میں ایران کی جاہل عوام کو سلام کرتا ہوں جو بقول علامہ کاظم علی رضا صاحب کے فاضل خیال میں آئمہ اطہار کی شخصیتیں تخیلاتی ہیں جن کا حقیقی وجود نہیں ہے۔

جناب قارئین! احکام قرآن حکیم اور فرائض قرآن حکیم اور حدود قرآن حکیم کی تعمیل اور نفاذ

کی واحد چابی حکمِ قرآن **اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ** ہے۔اس راز کوشکست خوردہ قیصر یت اور کسرویت کے دانشور اماموں نے الٹرا ساؤنڈ کر کے سمجھ لیا تھا اور اس نابغہ روزگار، عظیم الشان عبقری اصطلاح ،انقلابی اور انتظامی کوڈ ورڈ **اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ** کے معنی کہ قوانین قرآن کی اتنی حد تک پیروی کرو کہ رعیت کے جملہ افراد کو رزق اور سامان نشوونما مل جائے ،اس انتظامی کوڈ ورڈ کے مفہوم کو مسخ کر کے صلوٰۃ کے معنی آگ کے پجاریوں کی اپنے آتش کدہ کی پوجا کیلئے ایجاد کردہ نماز کو گھسیٹ کر لے آئے اور اسے اسلامائیز کر کے صلوٰۃ کے ترجمہ اور معنی میں مشہور کیا اور زکوٰۃ کے معنی اپنی ضروریات سے بچت مال پر سال گزر جانے کے بعد چالیسواں حصہ غریبوں کو دینا قرار دیا۔اگر چہ ایسے امامی مذاہب کو قرآن کے انقلابی نصاب کو شکست دینے میں عباسی خلافت کی حدود میں کم سے کم سات سو سال کا عرصہ لگا ہے البتہ مصر اور افریقہ کی فاطمی حکومت کے علاقوں میں بقول شاہ ولی اللہ چار سو سالوں کے بعد یہ امامی مذاہب والے قرآنی منشور انقلاب کوشکست دینے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔بہر حال اسلامی تاریخ کی مدت سات سو سالوں کے بعد منگولوں کی حاکمیت کے دنوں سے لے کر آج تک عالمی سرمایہ دار شاہی اور جاگیر دار شاہی ، مسلسل خانقاہیت اور ملا شاہی کی معرفت مسلم امت والوں کو قرآن سے دور رکھتے ہوئے آرہی ہے اور امام مافیا کی حدیثوں کے حوالوں سے اس پراپیگنڈہ کا بڑا زور ہے کہ قرآن کا دیکھنا بھی ثواب ،اسے ہاتھ لگانا بھی ثواب ،اسے (بن سمجھے) پڑھنا بھی ثواب ،اس کے ایک ایک حرف پڑھنے پر دس دس گنا ثواب۔آج جب چودہویں اور پندرہویں صدی میں مارکسزم کے ہتھوڑوں نے کند ذہنیت مسلم دانشوروں کے دماغ کو جھنجھوڑ کر تپایا تو کہیں کچھ کچھ اقبالوں نے اقبال جرم کیا اور اعتراف کیا کہ

جو راز **قل العفو** میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار

پھر عبید اللہ سندھی نے بھی کہا کہ جو انقلاب غریب کی جھونپڑی سے اٹھے گا وہ امیروں

کے محلات کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دے گا اور اپنے سندھی تفسیر میں لکھا ہے کہ موجودہ مروج نماز کا خیر القرون میں وہ درجہ نہیں تھا جیسا ہمارے پاس ہے (جلد 2 صفحہ 114) اور اقبال نے کہا کہ

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو — کاخ امراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہ ہو روزی — اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

پھر کچھ دانشوروں کا قرآن حکیم کے فارمولے **اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ** کی طرف بھی توجہ گئی کہ ایسے سرمایہ داروں نے نماز اور ایک سو روپے پر سال میں ایک بار اڑھائی روپیہ کے معنوں میں مشہور کر کے قرآنی نظام اور خاتم الانبیاء کے مشن کو بریک لگا دی ہے۔مسلم امت کے کچھ لوگ اس سے پریشان ہو کر پھر قرآن کی طرف لپکے تو قرآن نے بتایا کہ نظامِ صلوٰۃ و زکوٰۃ کو بگاڑنے والے یہی مترفین ،کیپٹلسٹ ہیں۔تم لوٹے کھسوٹے ہوئے لوگ ایسا انقلاب لاؤ جو ان سے مواخذہ کرے کہ **وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون واذا بطشتم بطشتم جبارین** (21.13)

یعنی اے بہت ساری ملوں کے مالکو! تم اپنے استحصالی نظام کو دوام دینے کیلئے غریب قوموں اور ملکوں سے ان کی زمینیں چھین کر ان کے وسائلِ رزق کو جبر سے اور مکر سے چھین رہے ہو، کبھی عراق میں اور کبھی افغانستان میں تمہارا جبر لوٹ مار مچائے ہوئے ہے۔

جناب قارئین! ویسے تو جملہ قرآن کے احکامات کا دشمن امام مافیا نے جسم چھلنی کیا ہوا ہے لیکن ہم اس کتاب ’’کیا ہماری نمازیں قرآنی صلوٰۃ ہیں؟‘‘ میں درج ذیل مضامین میں وہ آیات لا رہے ہیں جن کے معنی و مفہوم کو آپ غور سے پڑھ کر دیکھیں تو اس کے معنی ان میں ذکر کردہ صلوٰۃ کی قرآنی تشریح و تفہیم نے سوائے اتباع نظام صلوٰۃ و نظامِ احکامِ قرآن کے اور کوئی بھی نماز اور پوجا کی قسم کے معنی ثابت نہیں ہو سکتے۔بلکہ ان آیات میں صلوٰۃ کی قرآنی تشریح سے موجودہ مروج نماز کا رد ثابت ہوتا ہے۔

الحاد کی روشن آگ ہوئی اور کفر کے شعلے بھڑکے ہیں
میں جذب براہیمی لے کر گلزار بنانے آیا ہوں
اس دارورسن کی محفل میں حق کہنے کا دستور نہیں
میں اس دستور کو بدلوں گا یہ راز بتانے آیا ہوں

بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحیم

الم ذالك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين الذين يومنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة و ممارزقنا هم ينفقون(2.1-3)

خلاصہ آیات: اے امین اور نرم دل مرسل! یہ وہ کتاب ہے جس کی رہنمائی کبھی دھوکا نہیں دیتی۔ اس کے اصولوں میں کوئی شک اور فراڈ نہیں ہے۔ یہ ہدایت ہے ان لوگوں کیلئے جو غلط کاریوں سے بچنے کیلئے فکر مند رہتے ہیں اور یہ متقی وہ لوگ ہیں جو اپنی تنہائیوں میں بھی قوانین خداوندی پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور قوانین قرآن کے نتائج پر بن دیکھے بھی ایمان لائے ہوئے ہیں اور ان قوانین کی اتباع کیلئے پیروی کا ایک مکمل نظامِ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں جو اس نظام کے تحت ہماری طرف سے دیئے ہوئے رزق کو خرچ کرتے ہیں۔ (خلاصہ ختم)

جناب قارئین! اس آیتِ مجیدہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ پاک نے اپنی کتاب کا تعارف کرانے کے بعد بتایا کہ یہ کتاب کن لوگوں کیلئے باعثِ ہدایت بن سکتی ہے؟ پھر ان کی تعریف میں سمجھایا کہ یہ لوگ ایمان بالغیب کے ساتھ اس کتاب کے نفاذ کیلئے اس کتاب کے قوانین اور ہدایت پر عملدرای کا ایک مستقل نظامِ اتباع، پیروی کرنے کا نظام قائم کریں گے۔ جس کی قرآنِ حکیم نے مستقل طور پر ایک اصطلاح اقامتِ صلوٰۃ کے نام سے سمجھائی ہوئی ہے اور نظامِ مملکت چلانے کی اس اصطلاح سے جہاں جملہ امور مملکت نمٹانے ہیں وہاں افرادِ رعیت کی پرورش یعنی معاشیات کو مضبوط رکھنے کی اس اصطلاح کے ذریعے بڑی تاکید کی گئی ہے۔ جس کا ذکر اس آیت میں بھی کیا گیا ہے کہ نظامِ صلوٰۃ قائم کرنے والے رزق کی ذخیرہ اندوزی کرنے کی بجائے وہ خرچ کریں گے، سب ضرورتمندوں تک سامانِ رزق سپلائی کریں گے۔

محترم قارئین! اب سوچیں کہ اس آیت میں مومنین کی وصف **یقیمون الصلوٰة** سے اگر حکیم مانی مجوسی کی ایجاد کردہ آتش پرستی والی مروج نماز مراد لیں گے تو اس نماز سے تو رزق کی

عوام تک سپلائی کا مفہوم حاصل نہیں ہو سکتا اور جو قرآن حکیم نے اپنے اصطلاحی لفظ الصلوٰۃ کے معنی اتباعِ قوانینِ قرآن خود متعین کر کے سمجھائے ہیں (32-31.75) تو یہ معنی بھی نماز پر فٹ نہیں آتے چونکہ نماز کا لفظ غیر عربی اور فارسی زبان کا ہے۔ اس لیئے صلوٰۃ جدا چیز ہے اور نماز جدا چیز ہے۔ صلواۃ نماز نہیں ہے اور نماز صلوٰۃ نہیں ہے۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں صلوٰۃ کی تفصیلات پارلیمنٹ کے ذریعے سے طے کرنی ہوتی ہے۔ (42.38) اور قرآن حکیم میں بیسیوں مقامات پر صلوٰۃ کی اصطلاح، ایتائے زکوٰۃ یعنی رزق کی سپلائی کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل میرے کتابچہ ''صلوٰۃ اور نماز میں فرق'' کے اندر پڑھی جا سکتی ہے۔ (فائدہ) صلوٰۃ مشتق صیغہ ہے جس سے اشتقاق کے ذریعے علمِ صرف کے جملہ گردان اور صیغے نکلتے ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صیغے ہر باب میں استعمال ہو سکتے ہیں۔ اور ان صیغوں سے ان کے برابر تعداد میں اتنی ہی معانی اور مفاہیم نکلتے ہیں تو جو بھی صیغہ جامد صیغوں کے مقابلہ میں مشتق ہوتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ مفاہیم کیلئے ضرورت پوری کرتا ہے۔ یہ بات جامد لفظ میں نہیں مل سکتی اور یہ بات صرف عربی گرامر کی نہیں بلکہ ہر زبان میں کچھ صیغے مشتق ہوتے ہیں اور کچھ جامد۔ جو جامد صیغے ہوتے ہیں ان سے مختلف گردان اور ابواب کے صیغے نہیں نکل سکتے اور ان کی معنوی وسعت اور افادیت مشتق صیغوں جیسی نہیں ہوتی تو نماز جو فارسی زبان کا لفظ ہے یہ جامد ہے۔ اللہ پاک نے **اقیمو الصلوٰۃ** سے جو مقاصد انسانوں کو سمجھانے چاہے ہیں وہ صلوٰۃ والے کثیر المقاصد وفوائد کسی جامد صیغے والے لفظ (نماز) سے نہیں سمجھے جا سکتے، اس لیئے صلوٰۃ کے مشتق لفظ کا ترجمہ کسی نماز جیسے جامد صیغے والے لفظ سے کرنا یہ اس مشتق لفظ کی وسعتِ مفہوم کا گلا گھونٹنے کے برابر ہے۔ جو ایک قرآن دشمن سازش کا حصہ ہی ہے۔ ایسا ترجمہ کرنا قرآنی فہم کے راستے بند کرنے کی نیت سے کیئے گئے ہیں۔ یہ قرآن سے دشمنی والی سازش کی مثالوں میں سے ایک مثال ہے۔ اس طرح کی کئی مثالیں ہیں جو قرآن دشمن مافیا نے ترجموں کے اندر زیادتیاں کی ہیں۔ جس کی کچھ تفصیل میری سندھی کتاب ''قرآن جو

فرمان'' میں موجود ہیں۔ یہاں میں اس طرح کی مثالوں میں سے صرف ایک اور مثال صلوٰۃ کے غلط ترجمہ کی طرح عرض کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

جناب قارئین! انسانی ہدایت ااور اصلاح کی ایک قرآنی اصطلاح ہے۔ الصیام بھی ہے جس کے اندر جو مفہوم اور معنی ہیں وہ اس کے فارسی ترجمہ والے لفظ ''روزہ'' کے اندر ہرگز نہیں آ سکتا، بلکہ الصیام کا ترجمہ روزہ کرنا یہ تو مکمل طرح سے غلط ہے اور قرآن کی تحریف معنوی ہے الصیام کے جو معنی ہیں رکنا، تو ہوائے نفسانی سے خواہشات نفسی سے الصیام کے لفظ سے جو کنٹرول اور رکنے کے معنی سمجھائے گئے ہیں۔ اس سے تو الصیام کا مقصد ''تقویٰ حاصل کرنا'' سمجھ میں آتا ہے اور اس کی تشریح کا تقویٰ سے جوڑ اور میچ بنتا ہے۔ لیکن الصیام کے ترجمہ والے لفظ ''روزہ'' سے قرآن دشمن گینگ نے تحریفِ معنوی کے ذریعے قرآن کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے۔ جس کی تفصیل پر کئی دفتر لکھے جا سکتے ہیں **واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانھا لکبیرۃ الا علیٰ الخاشعین** (2.45)

خلاصہ: اور مدد طلب کرو، مدد حاصل کرو، اصولوں پر ڈٹ کر کار بند رہنے سے اور قوانین قرآن کی اتباع والے نظام صلوٰۃ سے، اور اس طرح کی مدد بھی اور استعانت بھی، یہ بھاری اور بوجھل تو ہے، مگر ایسے لوگ جو اپنی اسٹرگل اور تحریکی ہلچل میں اللہ کے قوانین کے سامنے ہر وقت اطاعت کیلئے سر جھکائے ہوئے رہتے ہیں ان کیلئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے (خلاصہ ختم)

محترم قارئین! مہربانی فرما کر اس آیت کے الفاظ پر غور فرمائیں جو قرآن حکیم بتا رہا ہے کہ قوانین قرآن کی اتباع، یعنی یہ صلوٰۃ کا عمل بہت بھاری ہے یعنی قرآن کا نظریہ معاشیات جو **سواء للسائلین** (41.10) اور **لیس للانسان الا ما سعیٰ** (53.39)

یعنی خلق خدا کے اندر مساوات والا نظام معیشت چلانا، اس نظریہ کی مخالفت میں عالمی سرمایہ پرست قوتیں اور جاگیرداریت کی حامی قوتیں اپنے ایجنٹ پیروں اور ملاؤں کو قرآن کے

نظریہ مساوات کے مقابلہ میں لا کھڑا کریں گی۔ اس لیئے قرآن کے ان قوانین کی تابعداری اور اس کے نظریوں پر ڈٹے رہنا یہ بہت کٹھن کام ہے سو اس مشکل کو وہ لوگ پاس کر سکیں گے جو ہمہ تن قوانین کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے، دنیا والوں نے دیکھ لیا کہ سوویت یونین نے مارکسی فلسفہ کی روشنی میں معاشی مساوات کی طرف قدم اٹھایا تو عالمی سرمایہ دار مافیا نے مسلم ملاؤں، پیروں اور حکمرانوں کو، اسلام کو خطرہ کے نعرہ سے، طالبان بنا کر ضیاء الحق سعودی ریال اور بینظیر کی سرکردگی میں افغانستان کے اندر طالبان کی حکومت قائم کر کے معاشی مساوات کی علمبردار سوویت یونین کا تیا پانچہ کرادیا۔ اس لیئے قرآن حکیم از خود یہ بات بتا رہا ہے کہ **انھا لکبیرۃ** یعنی نظریہ اقامۃ الصلوٰۃ پر چلنا ایک بڑا بھاری اور مشکل کام ہے۔ دنیا کے سرمایہ پرست آپ سے لڑیں گے اور آپ کو عمل صلوٰۃ سے روکیں گے (96.9) اس آیت سے سبق ملتا ہے کہ قرآن کے فرمانبردار لوگ اگر قرآنی نظریوں پر مستحکم رہیں اور حکم اقیمو اصلوٰۃ کو فالو کریں اور اس کیلئے ہر وقت مستعد رہیں تو مشکل حالات کو پار کر سکیں گے۔

قارئین محترم! اب غور فرمائیں کہ کیا یہ قرآن کی بھاری اور مشکل بتائی ہوئی صلوٰۃ مروج نماز کے معنوں میں آسکتی ہے؟ یہ نماز واشنگٹن نیویارک، لندن، تل ابیب، پیرس میں آج بھی بڑے آرام سے سکون سے قرآن دشمنوں کے سامنے پڑھی جا رہی ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ مروج نماز قرآن والی صلوٰۃ نہیں ہے جسے قرآن نے بھاری اور مشکل بتایا ہے یہ مروج نماز اگر صلوٰۃ ہوتی تو لندن اور امریکہ میں کھلے بندوں نہ نماز پڑھی جاتی اور نہ ہی وہاں مسجدیں بنانے کی اجازت ملتی!!!!

واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا واتخذو امن مقام ابراھیم مصلیٰ وعھدنا الیٰ ابراھیم واسماعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین الرکع السجود (2.125)

خلاصہ: اور جب ہم نے بیت اللہ یعنی مسجد الحرام کو لوگوں کی حاجت روائی کیلئے لوٹ لوٹ کر بار بار آنے کا مرکز بنایا اور امن کی جگہ، امن دینے والی جگہ اور مرکز بنایا، تو تم قرآن

والے لوگ بھی اس امن دینے والی ڈیوٹی کو ابراہیم کی مرتبت اور مقام (انسان ذات کی قیادت (2.124) پر فائز ہو کر، کھڑے ہو کر سنبھالو! اور سرانجام دو، اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے عہد لیا تھا کہ میرے اس گھر کو طائفین، عاکفین اور ہمارے احکام ماننے والوں اور ان پر عمل کرنے والوں کیلئے پاکیزہ رکھو" (خلاصہ ختم)

جناب قارئین! اس آیت کی بہت ساری ہدایات میں سے میں صرف دو چیزوں پر آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ بیت اللہ مسجد الحرام امن دینے والی عدالت عظمیٰ ہے، جو ذات انسان کیلئے ہے۔ اسے صدیوں سے امت مسلمہ کی فرقہ وارانہ قیادت نے اس کے منصب اور مرتبہ سے ہٹا کر مجوسی اماموں کی بنائی ہوئی قرآن مخالف حدیثوں سے ڈی گریڈ کر کے بین الاقوامی اور بین الانسانی مقام سے گرا کر فرقہ جاتی محدود قسم کی پوجا والی مسجد قرار دی ہوئی ہے۔ جس میں غیر مسلموں کے داخلہ پر بندش عائد کی ہوئی ہے۔ ورنہ قرآن کے حوالہ سے یہ مسجد اقوام متحدہ والی بین الاقوامی عدالت تھی، جواب نیویارک میں ہائی جیک کی ہوئی ہے۔ اس آیت سے دوسری جو بات مجھے عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن نے امتِ مسلمہ کو حکم دے کر کہا ہے کہ آپ ابراہیمی منصب وعہدہ کو اپنے افکار، نظریہ اور قرآنی منشور کو نافذ کرنے کے وقت ملحوظ خاطر رکھیں یعنی فرقہ جاتی تنگ نظری سے بالاتر ہو کر انسانیت کے مفاد کے ابراہیمی لیول سے دنیا کے فیصلے کریں۔ اسلئے کہ **ان اولیٰ الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین اٰمنو**۔ (3.68) یعنی ابراہیمی کہلانے کے مستحق وہ لوگ ہیں جو اس کے تابع فرمان ہیں اور یہ نبی اور اس پر ایمان لانے والے ابراہیمی ہیں۔ تو اب بتایا جائے کہ ہم نے قرآن کے دیئے ہوئے منصب کو خود ہی چھوڑ کر فرقہ جاتی دلدل کو اپنے لئے پسند کیا ہوا ہے۔ اب جو اس حکم کہ **واتخذوامن مقامِ ابراھیم مصلیٰ** کی معنی کی جاتی ہے کہ بیت اللہ کی چار دیواری کے کونے پر مخصوص چبوترے میں (جس کے اندر حیدرآباد سندھ میں مولا علی کی قدم گاہ میں رکھے

ہوئے پتھر پر علی کے قدموں کے نشانوں کی طرح کا ایک پتھر رکھا ہوا ہے۔ جس پر ابراہیمؑ کے قدموں کے نشان بنے ہوئے ہیں روایت سازوں کی مہربانی سے) اس کو حدیث سازوں نے مقامِ ابراہیم قرار دیا ہوا ہے، اس کیلئے کہا جاتا ہے کہ وہاں جائے نماز بچھا کر نماز پڑھی جائے۔

سو اگر اس معنی کو درست قبول کریں گے تو بتایا جائے کہ کعبہ کی مسجد کے باہر دنیا بھر کی امتِ مسلمہ والے لوگ یہ پوجا مثل نماز پڑھتے وقت اس آیت پر عمل کس طرح کر سکیں گے یعنی یہ پوری امت بیرونِ مکہ والے ان کے گھڑے ہوئے غیر قرآنی مقام ابراہیم پر موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس آیت کے حکم کے خلاف اپنے مصلے کہاں بچھائیں گے ؟!! یعنی بیرونِ مکہ اور بیرونِ مسجد الحرام نمازیں پڑھنے والی جمیع امت مسلمہ کی نمازیں تو اس حکم قرآن کے خلاف ہوئیں۔

بہر حال یہ آیت بتا رہی ہے کہ صلوٰۃ اتباع قرآن کا نام ہے جو ابراہیمی اور محمدی مرتبت عالمگیر اور بین الانسانی مقام کی (7.157) قرآن حکیم نے سمجھائی ہے۔ جس کے معنی میں مروج نماز نہیں آسکتی اور فارس کے جملہ اماموں کی فقہوں والی نمازیں سب کی سب اس آیت (2.125) کے خلاف ہوئیں اور اس لئے بھی کہ یہ مروج فارس والوں کی پوجا مثل نماز تو مسجد الحرام سے باہر کروڑوں کی تعداد میں امت مسلمہ والے لوگ پڑھ رہے ہیں۔ ان سب کی نماز تو آیت **وتخذو من مقام ابراھیم مصلیٰ** کے حکم کی تعمیل سے محروم ہوگئی اور یہ بھی سوچنا چاہیے کہ یہ حکم مدنی سورۃ بقرہ کا ہے تو جب رسول اللہ مدینۃ المنورہ میں قیام فرما تھے تو انہیں کس طرح حکم دیا جا رہا ہے کہ آپ مکہ میں کعبہ کے کونے کو مقام ابراہیم کا نام دیکر نماز پڑھتے وقت وہاں اپنا مصلیٰ بچھائیں اور سوچنے کی بات ہے کہ قرآن نے نماز کیلئے ایسا حکم کس طرح دیا ہے۔ جس پر کروڑوں نمازی رسول اللہ سمیت بیرونِ مسجد الحرام و مکہ رہتے ہوئے اس پر عمل نہ کر سکیں۔

جناب قارئین! اس گزارش سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ کس طرح تو قرآن حکیم کے انقلابی حکم **اقیموا الصلوٰۃ** کی قرآن دشمنوں نے معنوی تحریف کی ہوئی ہے اور یہاں یہ بھی سو

چنے کا مقام ہے کہ قرآن نے اپنے فن تصریف آیات سے دشمنی کی تحریفی سازشوں کو کس طرح تو کھول کھول کر عیاں کیا ہے، ان کا پردہ کھولا ہے، ان کو ننگا کیا ہے کہ ان کی نماز جدا چیز ہے۔ صلوٰۃ نماز نہیں ہے اور نماز صلوٰۃ نہیں ہے۔

ولقد اخذ الله میثاق بنی اسرائیل و رفعنا منهم اثنی عشر نقیبا وقال الله انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ و اقرضتم الله قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیئاتکم ولادخلنکم جنات تجری من تحتها الانهار فمن کفر بعد ذالك منکم فقد ضلّ سواء السبیل۔ (5.12)

خلاصہ: پہلے روٹی بذریعہ صلوٰۃ بعد میں ایمان

''بیشک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد و پیمان لیا اور ان میں سے بارہ سردار اُن پر مقرر فرمائے اور اللہ نے انہیں فرمایا کہ اگر تم نے نظامِ صلوٰۃ قائم کر کے اس کے ذریعے لوگوں کو سامانِ نشوونما سپلائی کیا اور میرے رسولوں پر تم نے ایمان لایا اور ان کی اور ان کے پروگرام کی اور مشن کی تم نے مدد کی اور (کساد بازاری کے وقت) تم نے اللہ کو (بیت المال کو) قرضہ دیا تو میرا تعاون تمہارے ساتھ شاملِ حال ہوگا اور ضرور میرا قانون تمہاری برائیوں کا ازالہ کر دے گا۔ جس سے تمہیں ایسی باغات والی جنت میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اگر تم میں سے کوئی (عہد و پیمان کی خلاف ورزی کر کے) کفر کرے گا تو یقین سے وہ سیدھی راہ سے گمراہ ہوگیا'' (خلاصہ ختم)

محترم قارئین! اس آیت میں غور فرمائیں کہ انبیاء بنی اسرائیل کی امتوں سے جو اللہ کا عہد و پیمان ہوا ہے اس میثاق میں ان کو جو **اقامۃ الصلوٰۃ** کا حکم دیا گیا ہے اس صلوٰۃ میں لوگوں کو سامان نشوونما میسر کر دینے کو رسولوں پر ایمان لانے کے حکم سے ترتیب کے لحاظ سے مقدم رکھا گیا ہے یعنی پہلے معاشی مسئلہ کا حل، اس کے بعد ایمان لانے کی بات۔ اور فرمایا کہ اس نظام صلوٰۃ کی

اقامت کے بعد، ایمان بالرسل کے ساتھ ان کی تعظیم وتکریم والی معاونت بھی آپ کو کرنی ہے اور اگر آپ کے ریاستی خزانہ میں کمی آجائے تو اسے قرضے دے کر بھی آپ کو مستحکم بنانا ہے اس قرضے کی واپسی بھی اللہ اپنے ذمہ لیتا ہے۔ (64.17 , 57.18)

جناب قارئین! جیسے کہ قرآن نے یہ بات اچھی طرح سمجھائی کہ نوح سے لے کر محمد سلام علیہم تک جملہ انبیاء کو ایک ہی قسم کی شریعت دی گئی ہے۔ بحوالہ (4.164,42.13) تو اب بتایا جائے کہ دیگر انبیاء اور ان کی امتوں کو جو صلوٰۃ ملی ہے اس میں اقامۃ الصلوٰۃ کے ذریعے ایمان لانے سے پہلے معاشی مسئلہ حل کرنے کا حکم ہے۔ پھر آخری نبی کی امت کیلئے یہ پوجا کے قسم والی نماز صلوٰۃ کے مفہوم میں کیوں کر دی گئی ہوگی۔ اس نماز سے معاشی عمل میں الٹا خلل پڑتا ہے، فیکٹری کے مزدوروں کا ٹائم ویسٹ ہوتا ہے۔ جاپان میں کسی فیکٹری کے مزدور اپنی شفٹ کی ڈیوٹی کرنے ریل میں سوار ہو کر آتے تھے۔ ایک دن ریل پانچ منٹ لیٹ ہوگئی۔ فیکٹری کے مالک نے ریلوے پر پانچ منٹ لیٹ آنے سے پراڈکشن کے خسارے کا مقدمہ کیا تو کورٹ نے وہ ہرجانہ ریلوے ڈپارٹمنٹ سے وصول کرا کر دیا۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ مروج نماز صلوٰۃ نہیں ہے اور صلوٰۃ بھی وہ چیز ہے جو اس آیت میں آپ نے پڑھی ہے۔

واذا ناديتم الى الصلوٰة اتخذوها هزواً و لعباذالك بانهم قوم لايعقلون۔ (5.58)

خلاصہ: یعنی جب تم لوگ صلوٰۃ کی ڈیوٹیوں کیلئے مصلی ممبروں اور انقلابی عہدہ داروں کو بلاتے ہو تو انقلاب دشمن لوگ تمہارا مذاق اڑاتے ہیں اور آپ کے اس عمل کو کھیل کود قرار دیتے ہیں۔ یہ ان کی بے عقلی کی وجہ سے انکار و یہ ہے۔ (خلاصہ ختم)

جناب قارئین! صلوٰۃ پر تو مخالفین بقول قرآن حکیم مذاق اڑاتے ہیں، مصلی لوگوں پر ٹھٹھے کرتے ہیں لیکن موجودہ رائج الوقت نماز پڑھنے والوں کا تو کوئی مذاق نہیں اڑاتا۔ الٹا نمازی

لوگوں کی اور ان کی نماز کو بہت تعظیم کی جاتی ہے۔ اس ماجرا سے ثابت ہوا کہ یہ مروج نماز صلوٰۃ نہیں ہے اگر یہ نماز صلوٰۃ ہوتی تو ضرور اسے کھیل کود قرار دے کر اس کا مذاق اڑایا جاتا۔

جناب قارئین! میں آئی۔ ایم۔ ایف اور ڈبلیو۔ ٹی۔ او کے سرمایہ داروں کی گرفت اور حاکمیت کے خلاف ان کی سرمایہ پر گرفت اور قبضہ کے خلاف معاشی مساوات کے نظریہ کا پرچار کرتا ہوں تو لوگ میرا مذاق اڑاتے ہیں کہ یہ بڑا آیا ہے ڈبلیوٹی او کے سرمایہ داروں کو شکست دینے والا اور جو میں نے آج کل یہ زرتشتیوں والی، آگ کے سامنے پوجا کے مثل نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے تو اس پر بھی بڑا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

انما يريد الشيطٰن ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء فى الخمر والميسر و يصدكم عن ذكر الله وعن الصلوٰة فهل انتم منتهون۔ (5.91)

خلاصہ: شیطانی عنصریت کا اس کے سواء کوئی مقصد نہیں ہے کہ وہ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ تمہارے معاشروں میں وہ دشمنی اور حسد کے بیج بوئے، خمر اور قمار خانوں اور جوئے بازی کے ہتھکنڈوں سے اور ان کے ذریعے تمہیں اللہ کے قانون کی راہوں سے روکے اور تمہیں ملی ہوئی زندگی سنوارنے والی صلوٰۃ سے بھی تمہاری راہوں میں روڑے اٹکائے۔ پھر بتاؤ! اے امت مسلمہ کے ایمان والو! کیا تم ذکراللہ اور قرآنی صلوٰۃ سے رک جاؤ گے۔ ذکراللہ یعنی قرآن (65.10,21.50,15.9) اور صلوٰۃ یعنی قرآن کی اتباع کرنا۔ بحوالہ (75.31, 108.2)

جناب قارئین! اس آیت مجیدہ میں بتایا گیا ہے کہ شراب پینے اور جوئے بازی، سٹہ بازی یعنی سہل طریقوں سے بغیر محنت کے پیسے کمانے کے حربوں سے شیطان تمہیں اللہ کے قوانین وحی سے اور نظام صلوٰۃ سے روکنا چاہتا ہے۔ میں اپنی دانست میں کئی سارے شراب پینے والوں اور ربا والا سود کھانے والوں کو تفصیلی طور پر جانتا ہوں کہ وہ نماز پڑھنے والے ہیں، عمرے کرنے والے ہیں، حج کرنے والے ہیں۔ بہر حال ہماری یہ بحث صرف صلوٰۃ کے حوالے سے ہے کہ صلوٰۃ کے معنی

اتباع نظامِ قرآن اور اتباع قانونِ قرآن ہے۔ صلوٰۃ کے معنے اہلِ فارس، مجوسی، آتش پرست امام
حکیم مانی کی ایجاد کردہ نماز نہیں ہوسکتی۔ اگر صلوٰۃ کے معنی یہ والی مروج نماز ہوتی تو شرابی اور مفت
خور نکمے لوگ ہرگز نمازیں نہ پڑھتے۔ کیوں کہ اس آیتِ کریمہ نے صاف صاف بتادیا کہ شرابی اور
محنت کے بغیر پیسے بٹورنے والے قانونِ قرآن اور صلوٰۃ کی راہ میں رکاوٹ کے پتھر ہیں۔ اس آیت
سے اچھی طرح ثابت ہوا کہ صلوٰۃ نماز نہیں ہے اور نماز صلوٰۃ نہیں ہے کیونکہ اس آیت کا صاف
اعلان ہے کہ معاشروں میں خمر اور جوئے بازیوں سے جو دشمنیاں پیدا ہوتی ہیں ان کی وجہ سے ذکر
اللہ یعنی اللہ کے قانون اور صلوٰۃ پر عمل نہیں ہوسکتا اگر قرآن کی اصطلاح صلوٰۃ کا معنی نماز کی جائے
گی تو وہ نماز آپس میں دشمنی رکھنے والے لوگ بھی پڑھتے ہیں اور جوئے باز، سٹے باز لوگ بھی نماز
پڑھتے ہیں پھر قرآن نے کس طرح فرمایا کہ عداوت، بغض، شراب اور جوئے بازی صلوٰۃ سے روکتے
ہیں اور شیعوں، سنیوں، دیوبندیوں، بریلویوں کا ایک دوسرے کے ساتھ بغض بھی ہے اور پھر یہ
سارے فرقے نمازی بھی ہیں۔

وھذا کتٰب انزلنٰه مبارك مصدق الذی بین یدیه و لتنذر ام القریٰ ومن حولها والذین یومنون بالاٰخرة یومنون به و هم علٰی صلاتهم یحافظون (6.92)

خلاصہ: یہ کتاب جو ہم نے نازل کی ہے اس کے اصول اور قوانین بہت مستحکم اور مضبوط
ہیں، جمے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب انبیاء سابقہ کی کتب اور شریعتوں کی تصدیق کرنے والی ہے (اے
نبی!) تیری ذمہ داری ہے کہ تو مکہ اور اس کے چاروں طرف کے رہنے والوں کو اس سے انحراف
کرنے سے ڈرا۔ اس کتاب پر وہ لوگ ایمان لائیں گے جن کا آخرت کی زندگی پر ایمان ہوگا اور وہ
اپنی صلوٰۃ کی ذمہ داریوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ (خلاصہ ختم)

جنابِ قارئین! ساری آیت کی تفصیل سے مضمون لمبا ہوجائے گا۔ قارئین صرف قرآن

کی اس اطلاع پر غور فرمائیں جس میں فرمان ہے کہ قرآن پر وہ لوگ ایمان لائیں گے جو آخرت کی
حیاتی پر ایمان لائیں گے۔ جنابِ عالی! یہ سوچنے کی بات ہے کہ آخر، آخرت کی حیاتی پر ایمان
لانے کا کیا مقصد ہے؟ جنابِ عالی! آخرت کی حیاتی میں بیگار کیمپس نہیں ہوں گے۔ وہاں اپر کلاس
اور لوئر کلاس نہیں ہوگی۔ وہاں طبقاتی کلاسیفکیشن نہیں ہوگی۔ اللہ کا فرمان ہے کہ **تلك دار
الآخرة نجعلها للذین لا یریدون علو فی الارض ولافساد** (28.83) یعنی
آخرت میں جنت ان لوگوں کو نہیں ملے گی جو دنیا میں بڑا بننے کیلئے معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کریں اور خود کو
سب سے بڑا بنانے کے حیلے کرتے رہیں اور یہ سب ملکیت کے استحصال سے ہی ہو سکے گا اور استحصالی
معاشرہ ہمیشہ فسادوں کی بھینٹ چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اسلئے ان طبقات کو جنم دین والوں اور بڑا بننے والوں کو
لیول میں رکھنے کیلئے قرآن نے معاشیات کا **سواء للسائلین** والا معاشی فارمولا دیا ہے جس کیلئے قرآن
نے نظام صلوٰۃ کی اقامت کی اصطلاح سمجھائی ہے یعنی مومن لوگ جو مصلی ہوں گے ان کی ڈیوٹی ہوگی کہ وہ
معاشرہ میں معاشی مساوات قائم کریں اور جو کوئی بڑا بننے کا حیلہ کرے تو یہ مصلی اس کی پہلے نظریاتی اصلاح
کریں اگر اس سے نہ سمجھے تو پھر اس کا فزیکل آپریشن بھی کریں (8.17)

اب سوچا جائے کہ قرآن نے فرمایا کہ قرآن پر وہ ایمان لائے گا جس کا آخرت پر ایمان
ہوگا۔ پھر بعد میں ان کی نشانی بھی بتائی کہ یہ مومن لوگ اپنی اپنی صلوٰۃ والی ڈیوٹیوں کی بھی حفاظت
کرنے والے ہوں گے یعنی قرآن کا معاشی نظام قائم کرنے والے ہوں گے جس کے اندر کوئی لاٹ
صاحب اور پھنے خان نہ بن سکے گا۔ یہ کام نظریہ صلوٰۃ والا مصلی ہی کر سکے گا اور اس کے مقابل
نمازی آدمی تو کسی بڑے بننے والے آدمی سے ٹکر ہی نہیں لے گا۔ اس لئے بھی کہ ہر نمازی خود بڑا
آدمی بننے کا کوئی چور دروازہ سے خواہشمند ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ نماز انفرادیت پسندی اور ذاتی
مفادات والی سوچیں پیدا کرنے کی نرسری ہے۔ ہر نمازی اللہ سے صرف اپنی اسپیشلٹی مانگتا ہے جبکہ
اس کے مقابلہ میں صلوٰۃ کا مفہوم قرآن نے یہ سمجھایا ہے کہ **آتوا الزکوٰۃ** سب لوگوں کی

حاجتیں پوری کرو۔ اگر معاشرے کے اندر بے سہارا لوگوں کا کوئی پرسانِ حال نہ ہو اور وہ بھوکے
مرتے ہوں تو اس علاقہ کے مصلی کو جوتے مارو (107.4) اور یہ سزا نمازی کیلئے نہیں بتائی گئی اسلئے
صلوٰۃ اور چیز ہے اور نماز اور چیز ہے۔

وماکان صلوٰتھم عند البیت الا مکاء و تصدیہ فذوقوالعذاب
بما کنتم تکفرون (8.35)

خلاصہ: دشمنان اسلام کی صلوٰۃ اللہ کے گھر کے پاس تو صرف یہ ہوتی تھی کہ وہ بے معانی
آوازیں نکالتے تھے اور چیخ و پکار کرتے تھے پھر اس طرح کی کفریہ صلوٰۃ کے بدلے میں عذاب کو چکھتے
رہو۔ خلاصہ ختم۔

جناب قارئین! قرآن حکیم کی بتائی ہوئی صلوٰۃ کو تو آپ نے کئی بار پڑھا کہ **اقیموا**
الصلوٰۃ و اتواالزکوٰۃ یعنی نظام صلوۃ قائم کرکے اس کے ذریعے سامان رزق کو لوگوں تک
پہنچانا ہے اور وہ بھی نہ صرف پہنچانا بلکہ **ومما رزقنا ھم ینفقون** یعنی اس سارے رزق کو
خرچ کرڈالنا ہے جبکہ اللہ نے قرآن والی صلوٰۃ کے منکرین کا تعارف کرایا **فجمع واوعی**
70.18 یعنی دولت کی تھیلیوں کو سیل کرکے اپنے اکاؤنٹ منجمد کرتا جارہا ہے۔ بہرحال اس آیت
میں ان سرمایہ پرستوں کی صلوٰۃ قرآن حکیم نے جو سنائی اور سمجھائی ہے وہ مروج نماز کے موافق اور
مطابق ہے۔ جس کیلئے فرمایا کہ مسجدوں میں بن سمجھے آوازیں نکالنا اور شوروغوغا سے ان کی صلوٰۃ
بھری ہوئی ہوتی ہے۔ تو جناب قارئین! مروج نماز میں پڑھی جانے والی قرأت، تسبیحات، تکبیرات
دعاؤں وغیرہ کیلئے ان کے معانی سمجھنے کا کسی بھی فقہی کتاب میں کوئی لازمی شرط نہیں بتایا گیا ہے۔
جملہ امامی فقہوں کے حساب سے کوئی شخص اگر نماز میں اپنی قرأت اور دعاؤں کو رٹے کی طرح یاد
کرکے بن سمجھے پڑھتا ہے تو اس کی نماز ہوجاتی ہے۔
اور قرآن حکیم کے لفظ ''تصدیہ،، کے معنی ہیں کہ چیخ وپکار شوروغوغا کرتا ہے۔ جنابِ عالی!

آج کی مساجد میں ان کے مقرر کردہ پانچ اوقات سے بھی زیادہ وقت مساجد کے لاؤڈ اسپیکر ہر وقت
اتنا شوروغوغا کررہے ہیں کہ گورنمنٹ کو لاؤڈ اسپیکروں کے غلط استعمال پر سزا اور بندش کا قانون بنانا
پڑ گیا ہے۔ جس پر بھی اکثر شہروں کی مسجدوں میں عمل نہیں کیا جاتا اور ہماری معلومات میں کئی ایسی
مثالیں ہیں کہ مسجدوں کے قریب مکانات اور پلاٹوں کی ان کی بے جا شوروغوغا کی وجہ سے مارکیٹ ویلیو
عام نرخوں کے مقابلوں میں کم ہوگئی ہے۔ اکثر خریدار تو ایسے شور کی وجہ سے مسجدوں کے قریب مکان بھی
نہیں خرید کرتے۔ تو قرآن حکیم نے اس طرح کی صلوٰۃ کو (8.35 میں) کفر سے تعبیر فرمایا ہے۔

یاایھاالذین اٰمنو اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعواالیٰ
ذکراللہ وذرواالبیع ذٰلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون ۔(62.9)

خلاصہ: اے ایمان والو! جب بلایا جائے جمعہ کے دن اجتماع صلوٰۃ کے لئے تو جلدی
پہنچو اللہ کے ذکر (قانون) کی طرف۔ اپنے ذاتی کام کاج اور تجارتی مصروفیت کو چھوڑ کر پہنچو۔ یہ
اجتماعیت کو درست رکھنے کا بلاوا ہے۔ اسی میں تمہارے لئے بھلائی ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

جناب قارئین! اس آیت سے پہلے کی چار عدد آیات یہودیوں کے زوال کے اسباب
سے متعلق ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ جھوٹا اعلان کیا ہوا تھا کہ وہ اللہ کے ولی ہیں اور
نمائندہ ہیں اس لئے کہ ان کے پاس اللہ کی کتاب تورات ہے۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے
کتاب تورات کو تو اٹھایا ہوا تھا لیکن اس کی ہدایات اور رہنمائی کے قوانین کو نہ یہ لوگ سمجھ کر پڑھتے
تھے نہ ہی اس کی روشنی میں کوئی عمل کرتے تھے۔ ان کے اس دعویٰ کہ یہ لوگ حاملین تورات ہیں، اس
کو اللہ عزوجل نے اس مثال سے سمجھایا کہ اگر کسی گدھے کی پیٹھ پر کتاب لاد دی جائے تو کیا وہ گدھا
اس کتاب میں بتائے ہوئے راستے پر چلے گا کیا؟ تو یہ حاملین تورات کا دعویٰ کرنے والے بھی اس
گدھے کی طرح ہیں۔ (آج کے دور میں صدیوں سے مسلم امت کا بھی یہودیوں والا حال ہے۔ جو
دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم قرآن والی امت ہیں لیکن رہنمائی کیلئے مسائل حیات پوچھتے ہیں فارس کے

فقہی اماموں کی کتابوں سے) سوان ولایت خداوندی کے دعویداروں کو کہیں کہ اگر تم واقعتاً ولایت کے عہدہ پر فائز ہو تو اللہ کی کتاب تورات کے نفاذ کیلئے مرتے دم تک لڑنے کا اعلان کرو۔ تو پھر آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ موت سے ڈریں گے اس لئے کہ ان کو پتہ ہے کہ ان کی ولایت والا دعویٰ اور تورات سے حقیقی تعلق والا دعویٰ یہ سب دکھانے کیلئے ہے، یہ سب جھوٹ ہے۔ انہوں نے ایسے دعواؤں کی آڑ میں جو کرتوت کیئے ہیں ان کی وجہ سے یہ سب جانتے ہیں کہ ان کیلئے اللہ کے ہاں چھتر تیار ہیں۔ اس لئے یہ لوگ کبھی بھی موت کو پسند نہیں کریں گے۔ تو اس آیت (62.9) میں مسلم امت کو کہا جا رہا ہے کہ تم بھی خیال کرو، اجتماعیت اور قوانین الٰہی کے قیام میں یہودیوں کی طرح مت بنو بلکہ جب بھی تمہیں اللہ کے قوانین، ذکر اللہ کے اتباع والی صلوٰۃ کی طرف، تربیتی لیکچر کی طرف بلایا جائے تو فوراً اپنے ذاتی کام، دکانداری وغیرہ چھوڑ کر اجتماع میں آ کر شریک ہو جاؤ۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے اگر تم قوانین خداوندی کو جان لیا کرو گے اور سیکھ لیا کرو گے۔"

جناب قارئین! اس آیت کے اندر آپ نے غور فرمایا ہوگا کہ اللہ پاک نے صلوٰۃ اور ذکر اللہ کو مترادف یعنی ایک ہی معنی میں لایا ہے یعنی قوانینِ الٰہی کا سیکھنا بھی صلوٰۃ ہوا تو ان قوانین کی اتباع کرنا بھی صلوٰۃ ہوئی۔

اب آئیں آیت (3.191) سورۃ آلِ عمران کی طرف، جس میں اس ذکر و فکر والی صلوٰۃ کی ادائیگی کی تعلیم اور انداز کو دیکھیں۔ فرمان ہے کہ **الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً وعلیٰ جنوبھم ویتفکرون فی خلق السمٰوٰت والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار** (3.191) یعنی جو لوگ زندگی کے جملہ مسائل پر غور کرتے ہیں، اللہ کے قوانین کی روشنی میں کھڑے ہونے کی حالت میں، بیٹھے رہنے کی حالت میں اور سوئے ہوئے بھی اور تفکر کرتے ہیں آسمانوں اور زمین اور ان کی **مافیھا** والی اشیاء کی تخلیقی سائنس پر اور سوچتے سوچتے پکار اٹھتے ہیں، اقرار کرتے ہیں کہ اے ہمارے

پرورش اور نشوونما کرنے والے اِلہٰ تیری کائنات کی کوئی بھی چیز بے سود اور بے مقصد پیدا کی ہوئی نہیں ہے، تیری ہی تخلیق کردہ اشیاء سے فائدے لینے سے ہم جہالت اور محرومیوں کی آگ والی زندگی سے بچ سکتے ہیں۔"

جناب قارئین! دیکھا آپ نے قرآن کی اس صلوٰۃ کو جو یہ مُلّا کی مروج نماز نہیں ہے۔ یہ سائنسدان کی قرآن والی صلوٰۃ ہے جو سوتے ہوئے بھی ادا کی جا رہی ہے اور اس صلوٰۃ کے اوقات کا شیڈول نہ فارسی امامی حدیثی فقہی مسلک والوں کی تعداد پانچ ہے نہ ہی اہل الذکر والقرآن کہلانے والوں کی تعداد تین ہے بلکہ اس صلوٰۃ کا عدد ہے جو دم غافل سو دم کافر۔ اور اس ذکر رب والی صلوٰۃ میں نہ اشتہار ہے، نہ نمائش ہے، نہ شوبازی، نہ ہی جہری قرأت ہے۔ یہ وہ صلوٰۃ ہے جس کا پہلو میں سوئی ہوئی اہلیہ کو بھی ادراک نہیں ہو سکتا کہ میرا شوہر میرے ساتھ سوئے ہونے کے باوجود صلوٰۃ میں مصروف ہے۔ غور فرمائیں **واذکر ربک فی نفسک تضرعاو خیفۃ دون الجھر من القول بالغدوو الاصال ولا تکن من الغافلین** (7.205)

جناب قارئین! میں نے جو دم غافل سو دم کافر والا ترجمہ کیا ہے وہ جملہ **ولا تکن من الغافلین** کا کیا ہے۔ محترم قارئین! اس آیت میں ذکر والی صلوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ کسی امامی نماز سے میچ نہیں رکھتا۔ اب تو موبائل فون سے بھی اگر آپ احکامات تقسیم رزق نافذ کریں گے تو وہ بھی صلوٰۃ میں سے شمار ہوں گے۔

قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوۃ فاعلون والذین ھم لفروجھم حافظون الا علیٰ ازواجھم اوما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغیٰ وراء ذلک فاولائک ھم العادون والذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون والذین ھم علیٰ صلاتھم یحافظون اولائک ھم الوارثون الفردوس ھم فیھا خلدون۔ 23.1-11

خلاصہ: بلا شک ان مومنوں کی محنتیں بارآور ہوں گی جو اپنی ڈیوٹیوں اور ذمہ داریوں کو نبھانے کیلئے ہر وقت سر تسلیم خم کیے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ فضول چیزوں سے ہر وقت منہ موڑے ہوئے رہتے ہیں اور وہ افراد رعیت کی نشو ونما کیلئے انہیں سامان پرورش میسر کر کے دینے کیلئے ہر وقت مستعد رہتے ہیں اور انہوں نے اپنے جنسی اعضاء کو بھی غلط استعمال سے بھی محفوظ رکھا سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو زمانہ جاہلیت یعنی قبل اسلام دور میں لونڈیاں بنائی ہوئی تھی اور قرآن نے آکر انہیں آزادی بخشی اور پہلے کی آزاد عورتوں کے حقوق کے برابر ان کو مرتبہ مساوات دیا انہیں بھی رشتہ ازدواجیت میں لانے کی اجازت عطا کی گئی ہے۔ان دوصورتوں کے علاوہ جنسی تعلق کے ہر قسم کو قوانین خداوندی کی حدود شکنی قرار دیا جائے گا اور وہ لوگ جو انہیں دی ہوئی ذمہ داریوں (امانتوں) اور معاہدوں کے پاس رکھنے والے ہوں گے اور وہ اپنی جملہ ڈیوٹیوں کو حفاظت کے ساتھ سرانجام دینے والے ہوں گے یہی لوگ وارث ہوں گے باغات سے بھری ہوئی جنت کے جس کے اندر وہ ہمیشہ رہیں گے۔(خلاصہ ختم)

جناب قارئین! اوپر سورۃ مومنون کی گیارہ آیات اور ان کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے، ان جملہ آیات میں کامیاب مومنوں کا ذکر ہے۔جن کی پہلی صفت ان کا مصلی ہونا بیان کی گئی ہے جو اپنی صلوٰۃ کی ڈیوٹی خشوع سے سرانجام دینے والے ہوں گے۔اس کے بعد ان مومن مصلیوں کی چار صفتیں بیان کی گئی ہیں ایک لغویات سے منہ موڑے رکھنا، دوسرے رعیت کے افراد کو سامان نشو ونما پہنچانے والے ہوں گے تیسرے قرآنی پرمٹ نکاح کے سوا جنسی بے راہ روی سے بچے رہنا، چوتھے انہیں دی ہوئی امانات اور معاہدوں کی پاسداری کرنا۔یہ بات ہوئی ہے آیت نمبر آٹھ تک اس کے بعد آیت نمبر نو میں پھر تکرار سے یہ فرمایا گیا ہے کہ ان صفات والے مصلی مومنوں کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اپنی صلوات (ڈیوٹیوں) کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔اب توجہ فرمائیں کہ اگر صلوٰۃ کے معنی رائج الوقت پوری امت کے اندر پڑھی جانے والی نماز مراد لی جائے تو یہ نماز جملہ امامی فرقوں

کے حوالوں سے اتنی ہی مختلف اور متعدد اقسام پر مشتمل ہیں جتنی تعداد امامی فرقوں کی ہے اور ہر فرقہ والے اپنے سوا دوسرے فرقہ والوں کی نماز کے متفرق تفاصیل ان کے مسلک والی نماز میں نہیں ہوتے۔وہ انہیں لغو قرار دیتے ہیں۔مثال کے طور پر جس فرقہ والے رفع یدین نہیں کرتے وہ مخالف فرقہ کے اس عمل کو لغو قرار دیتے ہیں اور جو آمین بالجھر کرتے ہیں اس فرقہ والے آمین بالجھر نہ کرنے والوں کی پوری نماز کو لغو اور شرکیہ عمل قرار دیتے ہیں۔یہ بات میں اپنے مشاہدہ کی کر رہا ہوں جو مکہ المکرمہ میں مسجد العمرہ، مسجد عائشہ میں میں نے نماز مغرب پڑھی امام نماز نے قرأت فاتحہ کے بعد زور سے آمین تو کہا لیکن اتفاق سے پیچھے حاجی مقتدیوں میں سے کسی نے بھی زور سے آمین نہیں کہا پھر کیا ہوا جو جیسے ہی اس نے نماز پوری کر کے سلام پھیرا تو بلا دیر بہت ہی گرم لہجہ میں ساری جماعت کو آمین زور سے نہ کہنے پر اسلام سے خارج کرنے کے سارے فتوے سنا ڈالے۔یہ واقعہ ۱۹۸۳ء کا ہے اس کی مزید تفصیل بھی میرے اور امام مسجد کے بحث سے متعلق ہے۔جس کا ذکر یہاں ضروری نہیں ہے۔فرقوں میں بٹی ہوئی نمازوں کے امتیازی فرق بھی کئی سارے ہیں۔ جو ہر فرقے والا دوسرے فرقے کے امتیازی عملوں کو لغو اور فضول قرار دیتا ہے۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ کسی بھی فرقہ کا عالم اور عوام دوسرے فرقے کے عالم کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیتا ہے۔تو اس گذارش سے یہ معنی ثابت ہوا کہ اللہ کے ہاں جو مومن مصلی ہے یعنی **ھم فی صلاتھم خاشعون** والا مومن ان امامی لغویات سے منہ موڑنیوالا ہوگا اور دوسرے نمبر پر مومن مصلی کی قرآن نے یہ نشانی بتائی کہ وہ رعیت کے جملہ لوگوں کو سامان رزق پہنچانے والے ہوں گے سو جناب والا یہ لوگوں تک رزق پہنچانے کی ڈیوٹی جو قرآن حکیم میں اقیمو الصلوٰۃ کے ساتھ کئی جگہوں پر اٰتوا الزکوٰۃ کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔درست ہے کہ یہ کام مصلی لوگوں کا ہوگا لیکن اگر صلوٰۃ کے معنی مروج نماز تسلیم کی جائے گی تو نماز پڑھنے والے لوگ تو عوام میں اٰتوا الزکوٰۃ رزق پہنچانے پر عمل کرنا نماز کے داخلی مفہوم کا حصہ قبول نہیں کرتے۔اس کے بعد تیسری وصف مومن مصلی کی قرآن نے جنسی ضرورت کیلئے

نکاح والی مخصوص قسم بیان کی لیکن مسلم امت کے کئی لوگ متعہ کو بھی جنسی ضرورت پوری کرنے کیلئے نکاح کا بدل یا نکاح کی ایک قسم قرار دیتے ہیں ۔جس کا قرآن حکیم نے واضح طور پر آیت (4.24) میں رد کیا ہوا ہے۔اس سے بھی یہ ثبوت ملا کہ صلوٰۃ کے معنی نماز نہیں ہے ورنہ صلوٰۃ کے معنی نماز کرنے والے اصل بانی ،جنسی ضرورت کیلئے ،حکم قرآن کے خلاف متعہ کو کیونکر جائز سمجھیں گے اور جو قرآن حکیم نے مومن مصلیوں کی چوتھی وصف سنائی **والذين هم لاماناتهم وعهدهم راعون** (23.8) یہ توصاف اقتدار کے اعلیٰ عہدہ داروں اور ہر لیول کے ذمہ دار بیوروکریٹس کے متعلق حکم ہے کہ وہ اقامت الصلوٰۃ کے ذریعے اٰتوالزکوٰۃ پر عمل کریں ،تو نمازیں پڑھنے والوں کو تو تنخواہیں اور الاؤنس نہیں ملتے جو وہ جا کر در در لوگوں کو سامان رزق سپلائی کریں گے۔ یہی مذکور اور تفصیل سورۃ معارج کی آیات 22 سے لے کر 35 تک آپ کو ملے گی کہ مصلی اور صلوٰۃ ادا کرنے والا نمازی نہیں بن سکتا۔بہر حال یہاں سورۃ مومنون کی اوپر کی آیات میں مومنوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے آیت نمبر ۹ میں دوبارہ ان کی صفت **والذين هم علىٰ صلواتهم يحافظون** کولانا ثابت کرتا ہے کہ بیچ والی صفتیں مومن مصلی کی ہیں۔جو نمازی آدمی کے اوصاف بن ہی نہیں سکتے بلکہ نماز میں اور ان وصفوں میں تضاد ہے یعنی قرآن والا مصلی مومن ،نمازی بن ہی نہیں سکتا اس بات کو سمجھنے کیلئے مومن کے اوپر بیان کردہ اوصاف اور نماز کی تشریح پر بار بار تقابلی غور فرمائیں۔

واوحينا الى موسىٰ واخيه ان تبوا لقومكما بمصر بيوتا واجعلو ابيو تكم قبلة واقيمو الصلوٰة وبشرالمومنين (10.87)

خلاصہ :اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ آپ پہلے اپنی قوم کی آزادی کیلئے ملک مصر کے اندر گھر بنوا کر انھیں اسٹبلش کریں۔ان جملہ گھروں کو اپنی جدو جہد اور ہلچل کا مرکز بنائیں (پھر ہدایات وحی کے تحت) ان کے اتباع کا مستقل ایک نظام قائم کریں (یعنی غلامی

سے نجات کیلئے ایک تنظیم بنا کر اس کے دستور اور منشور کی اتباع کریں)اور اس اتباع کے اعلیٰ معیار قائم کرنے پر اپنے انقلابی ممبروں کو،مومنوں کو،آزادی حاصل کرنے اور غلامی سے نجات مل جانے کی خوشخبری سنائیں۔ (خلاصہ ختم)

محترم قارئین !صدیوں سے مجوسیوں اور یہودیوں کے پیروکار مسلم مترجمین قرآن اور مفسرین قرآن اس آیت کے حکم اقیمو الصلوٰۃ کا ترجمہ نماز کرتے آرہے ہیں،اب بتایا جائے کہ اس آیت کے حکم کے لحاظ سے جب ہر ایک بنی اسرائیلی کا ہر گھر قبلہ قرار دیا ہوا ہے تو وہاں ان مترجمین کی کون سی نمازیں پڑھی جاتی ہونگی؟ جن کے بہت سارے قبلے ہیں،اور ان قبلوں میں بھی کوئی وحدت نہیں ہے،اور وہ قوم کس طرح فرعون جیسے جابر سے آزادی لے سکتی تھی جن کے ہزاروں کی تعداد میں قبلے تھے۔

جناب قارئین !میں بڑے افسوس سے ایسے مترجمین کی شان میں یہ گستاخی کرنے کا حق رکھتا ہوں کہ انہوں نے اس آیت میں جب لفظ قبلہ کے معنی منشور اور اقامۃ الصلوٰۃ کے معنی اس مشترکہ اور واحد منشور کی روشنی میں غلامی کے خلاف آزادی کی ہلچل کرنا ہے،اس کو قرآن حکیم میں اقیمو الصلوٰۃ کہا گیا ہے۔تو مسلم امت کے جملہ وہ مترجمین قرآن ،جنہوں نے آیت میں اقیمو الصلوٰۃ کا معنی نماز پڑھنا کیا ہے۔یہ ان کی اللہ کے نزدیک تحریف معنوی میں سے شمار کیا جائے گا۔آیت میں جو حکم ہے کہ جملہ گھروں کو قبلہ بناؤ ،اس کا معنی یہ ہے کہ تم جملہ غلام بنی اسرائیلیوں کے سارے گھر تحریک آزادی کی تنظیم اور جدوجہد کے مرکز ہونے چاہییں ۔قبلہ کا معنی پارٹی کا آفس ،قبلہ کا معنی آزادی کی ہلچل کا مرکز ، قبلے کا معنی فکری وحدت ،اس طرح سے آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تم سب غلام لوگ اپنے گھروں کو آزادی کے مراکز بناؤ،کوئی بھی تمہارا گھر ایسا نہ رہے جس میں آزادی کا عمل نہ ہوتا ہو۔یہ ہوا ہر گھر کو قبلہ بنانے کا مفہوم ۔اور اسی معنی کی روشنی میں قرآنی منشور حیات کیلئے جس جس جگہ بھی کام کیا جائیگا تحریک چلائی جائے گی ،اس اس جگہ کو قرآنی ڈکشنری کی روشنی میں قبلہ کہا

جائے گا، اور مکۃ المکرمہ کے قبلہ کو بھی اسی معنی کی روشنی میں قبلہ کہا گیا ہے۔ جسے صدیوں سے مسلم امت نے اس معنوی روح اور جوہر سے خالی اور جدا کیا ہوا ہے، اس مرکز کو پھر سے قرآنی معنی والا قبلہ بنانا ہم ملت والوں کی طرف اللہ کا قرض ہے۔

قالوا یا شعیب اصلواتك تامرك ان نترك ما یعبد آبائنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء انك لانت الحلیم الرشید (11.87)

جناب شعیب علیہ السلام کی قوم نے اسے کہا کہ اے شعیب! کیا تیری صلاتیں تجھے یہ حکم دیتی ہیں کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کے کہے پر نہ چلیں اور ان کے فرمودات کو چھوڑ دیں اور تیری صلاتیں تجھے یہ بھی ڈیوٹی دیتی ہیں کہ ہم اپنے مال و ملکیت میں بھی اپنی مرضی سے تصرف نہ کریں یہ تو ایسے ہوا کہ ہمارے اباؤاجداد سب جاہل تھے اور تو اکیلا پیدا ہوا ہے علم اور حلم والا۔ خلاصہ ختم

محترم قارئین! اس آیت مجیدہ کے متن پر، عبارت الفاظ پر غور فرمائیں! اس آیت میں قرآن حکیم خود لفظ صلوٰۃ کا معنی و مفہوم متعین کر کے دے رہا ہے دیکھیں کہ جناب شعیب سلام علیہ کو اپنی امت والوں میں نافذ کرنے کیلئے اسے دیئے ہوئے علم وحی میں جو ڈیوٹی علم وحی کی روشنی میں ملی ہے اور اس پر عمل کرانے کیلئے اپنی امت والو کو ملت والوں کو جو کچھ کہہ رہا ہے جواب میں امت والے لوگ اسے لفظ صلاتوں سے تعبیر کر رہے ہیں اور وہ صلاتیں تو آپ نے دیکھا کہ کم سے کم دو قسم کی اس آیت سے ثابت ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ علم وحی کے مقابلہ میں کسی بھی غیر اللہ کے فرمودات کو نہ مانو۔ اور نہ ہی ان غیر اللہ اور ان کے بڑوں جن کو انہوں نے امام، ولی، قطب، ابدال، حجت وغیرہ کے القاب دیئے ہوئے ہیں، ان کے فرمودات اور ملفوظات پر علم وحی کے رد میں، مقابلہ میں قبول نہ کرو دوسرا یہ کہ علم وحی تمہاری حیاتی کے جملہ مسائل میں اپنے پیچھے چلانا چاہتا ہے۔ اس حد تک جو مال تم نے اپنے ہاتھوں سے، محنت سے، خود کمایا ہے، وہ بھی تم لوگ اپنی مرضی سے خرچ نہیں کر سکتے۔ جب اللہ کا نبی یا علم وحی کا ترجمان آدمی امت والوں کو قرآنی معاشیات پر عمل کرانے کی جو سعی کرے گا، یہ

اس کا عمل بھی اس آیت کی روشنی میں صلوٰۃ قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ سارے علم وحی کے بتائے ہوئے امور پر عمل کرانے کے سب کام اس آیت کی روشنی میں عمل صلوٰۃ میں شمار کئے جائیں گے۔ جیسے شعیب علیہ السلام کی امت کی زبانی قرآن نے، اللہ نے صلوٰۃ کا معنی سمجھا دیا جو کہ علم وحی کے بتائے ہوئے احکام پر عمل کرانا ثابت ہے، نہ کہ یہ صدیوں سے رائج الوقت نماز جو اپنے جوہر کے لحاظ سے گونگے قسم کی انفرادی پوجا ہے۔ اس نماز سے علم وحی کے دشمن اماموں کے فقہوں کی تردید بھی نہیں ہوتی۔ جس طرح شعیب علیہ السلام کے تعبیر وحی بصورت صلوٰۃ سے اس کا رد ہوتا ہے۔ اور نہ ہی اس نماز سے کوئی معاشی فارمولا ملتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہو گیا ہے کہ انبیاء کو دی گئی شریعتیں اور ان کی رہنما کتاب ایک طرح کا ریاستی نظم و نسق کا منشور ہوتا ہے۔ جس پر عمل کرنے کا نام صلوٰۃ ہے۔ لیکن نماز کے جملہ ارکان سے اس طرح کا کوئی مفہوم ثابت نہیں ہوتا۔

واقم الصلوٰۃ طرفی النهار وزلفامن اللیل ان الحسنات یذهبن السیئات ذٰلك ذكرىٰ للذاكرین (11.114)

خلاصہ: اے انقلاب لانے والے نظام صلوٰۃ کو قائم کرنے کیلئے جو ڈیوٹی تجھے دینی ہے وہ صبح سے شام تک مسلسل سرانجام دو، مارننگ، ایوننگ شفٹیں تو کیا انقلاب کا کام، نظام ریاست کا کام بہت لمبا چوڑا ہے۔ یہ تو نائٹ کی شفٹ لگا کر بھی پورا کرنا ہے۔ ایسے نہ ہو جو آج کا کام کل پر رکھو، انقلاب دشمن اور نکمے لوگوں کی رکاوٹوں کی وجہ سے جو بھی ناہمواریاں پیدا ہوں ان کا ازالہ بہتر کارکردگی اور گڈ گورننس سے ہوتا ہے۔ یہی فارمولا ہے سمجھداروں اور قانون کے پاسداروں کیلئے۔ خلاصہ ختم

جناب قارئین! ویسے تو میں اس آیت کریمہ کیلئے اس کے خلاصہ پر ہی اگر اکتفا کروں، تو بھی قرآنی تفہیم عیاں ہیں، اس کے باوجود میں ایک گذارش کرتا ہوں کہ اس آیت کو سمجھنے کیلئے کتاب کے مقدمہ میں کی ہوئی گذارشوں کی روشنی میں پڑھیں گے۔ تو قرآن کو رہبانی غلافوں کو چیرتے ہوئے انسانی قیادت کی شاہراہ پر پائیں گے۔

محترم قارئین! آپ کو یاد ہوگا کہ اللہ عزوجل نے سورۃ عنکبوت میں اقامۃ الصلوٰۃ کو فحاشیوں اور منکرات کو مٹانے کیلئے اقامۃ صلوٰۃ کا فارمولا دیا ہے کہ **اقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر** (29.45) اور اسی آیت میں فرمایا ہے کہ **ولذکر اللہ اکبر** یعنی اللہ کا ذکر اور قانون، انسانی معاشروں میں برائیوں اور فحاشیوں کے کینسر کا اکسیر علاج ہے۔ اب غور فرمائیں کے آیت ھذا (11.114,29.45) ان دونوں آیتوں میں برائیوں اور بدکاریوں کیلئے ذکر اللہ یعنی اللہ کے قانون کے نفاذ اور اس کے اتباع کو اکسیر قرار دیا گیا ہے۔ اور دونوں جگہوں پر اقم الصلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے، تو اس سے صاف طور پر یہ معنے ثابت ہوتے ہیں کہ اقم الصلوٰۃ کے حکم سے ذکر اللہ اور قانون خداوندی کی پیروی اور اتباع والے نظام کا حکم دیا جارہا ہے۔ لیکن افسوس کہ مجوسی یہود و نصریٰ کے ایجنٹ اماموں نے صلوٰۃ اور ذکر دونوں قرآنی اصطلاحوں کے معنی اور مفہوم بگاڑ دیئے ہیں۔

جناب قارئین! توجہ فرمائیں کہ ان دونوں آیات کے حکم کے مطابق اگر یہ معنی کیا جائے کہ اللہ کے قانون کی تابعداری کرو گے تو برائیاں، فحاشیاں اور منکرات ختم ہو جائیں گی اور اگر اس کے برعکس یہ ترجمہ کیا جائے گا کہ نماز پڑھو تو برائیاں اور فحاشیاں ختم ہو جائیں گی، اس سے تو آج تک دیکھ رہے ہیں کہ نمازی ماحول میں برائیوں کا خاتمہ نہیں ہوا، میں اس کیلئے زمانہ حال کی کتنی مثالیں گنواؤں؟ آئیں ان قرآن دشمن حدیث ساز و فقہ ساز اماموں کے اندر کی بد باطنی کھول کر آپ کے سامنے رکھتا ہوں، کہ انہوں نے کس طرح اپنی گھڑی ہوئی صلوٰۃ کے غلط معنی نماز کا بھی پاس نہیں رکھا

جناب قارئین! آپ نے علم حدیث کے مشہور چھ عدد نام نہاد صحیح کتابوں کے نام سنے ہوں گے ان میں سے امام ترمذی صاحب نے اپنی کتاب میں حدیث لائی ہے کہ مدینۃ الرسول میں رسول اللہ کے زمانے میں جب پہلے نمازوں میں جماعت کے ساتھ عورتوں کی شرکت جائز تھی ان دنوں شہر مدینہ کی ایک نہایت حسین ترین عورت بھی نماز پڑھنے آتی تھی چونکہ عورتوں کو نماز کی جماعت میں مردوں کے پیچھے صف باندھنے کا حکم تھا۔ اس لئے کچھ صحابی لوگ جان بوجھ کر نماز میں دیر سے

شریک ہونے لگ آتے تھے تا کہ وہ آخری صف میں کھڑے ہوں۔ پھر جب وہ رکوع میں جاتے تھے تو بغلوں سے عورتوں کی طرف پیچھے کی صف میں شریک اس حسین عورت کو جھانک جھانک کر دیکھتے تھے۔ حوالہ ترمذی جلد دوم ابواب تفسیر سورت الحجر کی پہلی حدیث

جناب قارئین! بتائیں کہ ان حدیث ساز اماموں کی ایجاد کردہ نماز جب **تنھٰی عن الفحشاء والمنکر** کی شرط پر پوری نہیں آئی جو خود رسول اللہ پیش امام ہیں اور اصحاب رسول کی نماز کا یہ حال ہے تو ان کی والی نماز، صلوٰۃ تو نہ ہوئی، قرآن والی صلوٰۃ میں تو برائیوں کے مرتکبین کو پبلک کے سامنے فحاشیوں کی سزا دی جاتی ہے۔

جناب قارئین! اس طرح کی حدیثیں بنانے والے سارے امام تو اصحاب رسول کے دشمن ہیں دیکھیں کہ اصحاب رسول کو بدنام کرنے کیلئے جوانہوں نے یہ حدیث بنائی، اس وقت انہیں یہ بھی یاد نہیں رہا کہ انہوں نے جو صلوٰۃ کے معنی نماز قرار دی ہوئی ہے تو اس کا بھی رد ثابت ہو جائے گا۔ اسی کو کہا جاتا ہے کہ ''دروغ گو را حافظہ نباشد،،

فخلف من بعد ھم خلف اضاعو الصلوٰۃ واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا (19.59)

پھر ان عظیم انسانوں کی دنیا سے وفات کر جانے کے بعد ایسے تو نا اہل قسم کے لوگ خلف بنے، جنہوں نے (قرآن والی) صلوٰۃ کو ضائع کر دیا اور اپنی من پسند خرافات والی سوچوں کی تابعداری کرنے لگے جس سے وہ جلد گمراہیوں کے منہ میں آئیں گے۔ خلاصہ ختم

جناب قارئین! قرآن مخالف لوگوں نے یہ مشہور کیا ہوا ہے کہ جو لوگ قرآن، قرآن، قرآن کا نام لیتے وقت نہیں تھکتے یہ لوگ قرآن فہمی کیلئے قرآنی تعبیر ائمہ سلف کے منکر ہیں، اس کے برعکس یہ قرآنی پیروکار کہلانے والے لوگ قرآن کی فہم کو علم اللغات سے حاصل کرنے کی بات کرتے ہیں۔ جبکہ علم اللغات کے بھی بڑے امام، امام راغب اصفہانی، ابن فارس، اور لسان العرب کے

مصنف یا علم النحو کے بڑے امام سارے شیعہ تھے۔تو ان کے مقابلہ میں تو ہمارے امام اچھے ہیں ہم نے تو قرآن فہمی کیلئے لغت کے اماموں کے ہاں کسی کو نہیں کہا ہم تو قرآن فہمی کیلئے فن تصریف آیات پر ہی ایمان رکھتے ہیں، تو ان مخالفین معززین کی خدمت میں عزیز اللہ دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ کسی بھی ایرے غیرے کی مثالیں دے کر اللہ کے کلام کے فہم کو غیر اللہ کی علمیت کا محتاج نہ بناؤ جس طرح اللہ رب العزت صمد یعنی بے نیاز ہے اس طرح ان کا کلام بھی اپنی تعبیر اور تفہیم میں بے نیاز ہے کسی امام کا محتاج بننے نہیں دے رہا، آئیں اور اس آیت میں قرآنی تفہیم کا انداز ملاحظہ فرمائیں یہاں اس آیت میں صلوٰۃ کے مقابلہ میں صلوٰۃ کے معنی سمجھانے کیلئے بھی لفظ شہوت کا لایا گیا ہے جو جمع شہوت کا ہے، اب لفظ شہوۃ کی معنی میں کسی کو اختلاف نہیں ہے جو اس کے معنی ہیں کہ طبعی پسند کی چیز" نفس کی خواہش والی چیز" ذہن نفس اور دل کی مرغوب چیز، چاہت والی چیز، اب اس کے مقابلہ میں لائے ہوئے لفظ صلوٰۃ پر غور فرمائیں جس کے معنی ویسے تو قرآن حکیم میں تقابل کی صنف سے آیت (75.31) میں تابعداری کرنا سمجھایا ہوا ہے لیکن اس آیت میں مزید وضاحت سے سمجھایا کہ جس طرح شہوت کے معنی میں بے لگام، بے مہار آپیشاہی سے اپنی ذہنی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے چلنا مراد ہے، تو اس کے مقابل لفظ صلوٰۃ کے معنی میں جو اتباع اور پیروی کا مفہوم ہے وہ اتنا ہی پابند جکڑے ہوئے کی طرح ایک خاص نظام کی اتباع ہے، ایک خاص کتاب اور خاص منشور اور خاص علم وحی کی اتباع کا نام صلوٰۃ ہے۔تو جتنی بے لگامی شہوت کے اتباع کے مفہوم میں ہے، اتنی ہی پابندی صلوٰۃ کے معنی اتباع کے اندر ہے۔جو یہ صلوٰۃ کی معنی نماز میں نہیں ملتی

جناب قارئین! قرآن حکیم کی اس تقابلی انداز تفہیم کی مثالوں کا سلسلہ آپ جناب قاضی کفایت اللہ صاحب کے ماہوار مرحوم رسالہ ندائے فرقان میں پڑھ سکیں گے جس کے کچھ شمارے قاضی صاحب نے مجھے عنایت فرمائے تھے۔قرآن کی ان مثالوں سے اور تقابلی اور تصریفی انداز تفہیم سے قرآن کی شان بے نیازی دیکھ کر دل بہار بہار ہو جاتی ہے کہ دیکھا جائے تو یہ کتاب اپنی

ترجمانی تفہیم اور وکالت میں کسی بھی امام اللغۃ کا محتاج نہیں ہے اور قرآن حکیم کی شان بے نیازی کی یہ مثالیں آپ کو پرویز علیہ الرحمہ کی کتاب لغات القرآن میں بھی ملیں گی۔

اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری 20.14

خلاصہ: اس آیت کریمہ میں رب تعالیٰ موسیٰ کو مدین سے مصر جاتے ہوئے راستہ میں مخاطب ہوتے ہیں کہ اے موسیٰ تحقیق میں اللہ، حکمران اور بادشاہ ہوں۔میرے سوا کسی کی حاکمیت نہیں چلنے دی جائے گی۔اس لیئے اے موسیٰ تجھے میرے احکام و اوامر کے پیچھے چلنا ہوگا جس کیلئے تجھے میرے قانون کی بالادستی اور تعمیل کیلئے ایک نظام قائم کرنا ہوگا"

اس نظام صلوٰۃ کے قیام کا نتیجہ۔۔اور رزلٹ میں اللہ اس شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کسی محنت کش کی محنت کا استحصال کوئی بھی نہ کر سکے اور ہر محنت کرنے والے کو اس کا پورا پورا صلہ دیا جائے اور یہ گھڑی جلد آنے والی ہے، تیرے انقلاب لانے کے فوراً بعد (20.15)

جناب قارئین! میں نے اس آیت کریمہ کے ساتھ بعد والی دوسری آیت کا بھی خلاصہ شامل کر دیا ہے اور اس آیت کے مضمون سے پہلے آیت 10.76 میں بھی یہ مضمون آپ نے ابھی ابھی پڑھا ہے کہ موسیٰ اور اس کے بھائی کو حکم دیا گیا کہ مصر کے اندر اپنے اپنے گھروں کو انقلاب کا ہیڈ کوارٹر بنا کر نظام صلوٰۃ قائم کرنے سے، فرعون سے آزادی حاصل کی جا سکتی ہے۔یاد رکھا جائے کہ جو صلوٰۃ جاگیردارانہ نظام اور سرمایہ دارانہ نظام سے اور ان کے استحصال سے، غلامی سے نجات نہیں دلا سکتی وہ صلوٰۃ پھر صلوٰۃ کی بجائے اسے نماز کہا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن اسے صلوٰۃ نہیں کہا جائے گا۔اللہ اس جدو جہد کو صلوٰۃ تسلیم نہیں کرتا اس نزدیک صلوٰۃ وہ ہے جس کا رزلٹ **لتجزی کل نفس بما تسعی** -(20.15) آتی ہو۔اس لئے اللہ نے صلوٰۃ کی نشانی بتائی ہوئی ہے وہ یہ کہ اس سے سرمایہ دار میرے انقلابی بندوں کو روکتا ہے (10-94.7) وہ اسلئے کہ مصلی بندہ محنت کشوں کو حقوق دلانے کیلئے تنظیم سازی کرتا ہے۔اس کے اسی عمل کو قرآن نے صلوٰۃ

سے تعبیر فرمایا ہے اور سرمایہ پرستوں کیلئے فرمایا کہ **ینھی عبد اًاذا صلی** یعنی یہ دولتیا میرے بندہ کو اس کی صلوٰۃ سے روکتا ہے جب وہ محنت کشوں کے حقوق کیلئے صلوٰۃ کی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔ **تواقم الصلوۃ لذکری** سے واضح ہوا کہ اللہ کا ذکر تو اسکا قانون والی کتاب قرآن مجید ہے اب اس قانون والے منشور اور نظام کو قائم کرنے کیلئے حکم دیا گیا کہ اقم الصلوٰۃ اس سے صاف صاف ثابت ہوا کہ اقم الصلوٰۃ کا ترجمہ نظام قرآن کی فرمانبرداری کرنا ہے اور یہ معنی نماز کے اندر ثابت نہیں ہو رہا۔

الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوۃ و اٰتوا الزکوٰۃ و امروا با لمعروف و نھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور (22.41)

خلاصہ: قرآنی حکومت کا منشور!

وہ لوگ جنہیں اگر ہم اقتدار دیں زمین میں تو وہ ایسا نظام صلوٰۃ قائم کرتے جس سے لوگوں کو بہتر سامان پرورش دیتے اور حکم کرتے معروف باتوں کا اور منکرات سے روکیں گے پھر انجام کار قوانین کی روشنی میں بہتر ہی ہوگا۔

جناب قارئین محترم! اس آیت پر اگر غور کیا جائے تو یہ مختصر آیت نہایت ہی وسیع وعریض مفہوم کو سمیٹے ہوئے ہے۔ جناب عالی! دنیا بھر میں جتنی بھی حکومتیں ہیں اور حکمرانی کرنے کیلئے جتنی بھی پارٹیاں ہیں، ان سب کے بنائے ہوئے منشور اکٹھے کئے جائیں تو ان سب منشوروں کی جملہ خوبیاں اس قرآنی منشور کو کراس نہیں کرسکتیں۔ اس آیت (22.41) میں بتائے ہوئے منشور کو جو بھی آپ نام دیں یا جملہ منشوروں کے نام لیں وہ سب اس میں سما جائیں گے۔ اس آیت (22.41) کا منشور اسلامی بھی ہے، قرآنی بھی ہے، فلاحی بھی ہے، غیر فرقہ ورانہ، سیکیولر بھی ہے، بین الاقوامی بھی ہے، بین الانسانی بھی ہے، یہ سوشلزم اور کمیونزم کو بھی محیط ہے۔ یہ منشور کلاسیفکیشن والا طبقاتی منشور نہیں جو انسانوں کو اپر لوئر کے طبقات میں تقسیم کرتا ہو اور فرقوں میں بانٹتا ہو۔ اس منشور کو ایک ہی

وقت میں آپ نظام مصطفٰےؐ والا منشور بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس منشوری آیت کے الفاظ پر غور کریں جو وہ قوم اور علاقہ کا نام لئے بغیر فرمایا گیا ہے کہ وہ لوگ جنہیں اگر ہم اپنی تدبیروں کے ذریعے اقتدار دلائیں تو وہ ایسا نظام صلوۃ قائم کریں گے جو ریاست کے مملکت کے جملہ افراد رعیت کو بہتر سامان نشو ونما دینگے، میسر کرینگے۔ آگے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھی اتنی تو وسیع المفہوم اصطلاحیں بتائی گئی ہیں، جو مکمل سیکیولر اور غیر فرقہ ورانہ ہیں، جن میں خالص عقل سالم اور بصیرت سے مملکت چلانے کی بات کی گئی ہے. جس طرح کہ خود رسول سلام علیہ کا فرمان ہے کہ میں اور میرے ساتھی بصیرت والے قوانین کی دعوت دیتے ہیں۔ (12.108)

جناب قارئین! آپ اگر غور فرمائینگے تو یہ صلوۃ والا مفہوم مروج نماز کے اندر 1% بھی نہیں ہے اور مروج نماز اپنے جوہر میں تو پوجا ہے۔ کہاں صلوۃ، اتباع نظام قرآن والا مفہوم اور کہاں نماز کا غیر عربی پرشن لفظ، جسکے اندر شوریٰ کے مفہوم کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی افراد رعیت کی نشوونما کیلئے انہیں سامان پرورش دینے کا مفہوم ثابت ہوسکتا ہے۔

اتل ما اوحی الیك من الکتاب و اقم الصلوۃ ان الصلوت تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللّٰہ اکبر واللّٰہ یعلم ما تصنعون (29.45)

خلاصہ: پیچھے چل ان قوانین کے جو تیری طرف الکتاب یعنی قرآن مجید میں سے وحی کئے گئے ہیں اور قائم کرو نظام صلوۃ کو، تحقیق نظام صلوۃ فاشیوں اور منکرات سے روکنے والا ہے۔ اس لئے کہ اللہ کا قانون اپنی تاثیر میں، اپنی افادیت میں دنیا کے دیگر مفکروں کے قوانین سے ز یادہ ہی تاثیر کے لحاظ سے بڑا ہے اور اللہ تمہاری ان حیلہ بازیوں کو خوب جانتا ہے جو تم قانون سازی کی آڑ میں کررہے ہو۔ (خلاصہ ختم)

جناب قارئین: اتل اور تلا، کی قرآنی اصطلاح کا ایک معنی تلاوت تو بڑا مشہور ہے لیکن جو معنی بالخصوص قرآن کی ہی بتائی ہوئی ہے وہ تصریف آیات سے سمجھائی گئی ہے کہ تلاوت کی معنی پیچھے چلنا اور

فرماں برداری کرنا ہے، اس معنی کو لوگ بھلائے بیٹھے ہیں۔ حوالہ کیلئے ملاحظہ فرمائیں (91.1,2)

اب غور فرمایا جائے کہ یہاں لفظ اتل کی معنی بھی پیچھے چلنا ہے اور جملہ اقم الصلوٰۃ میں لفظ صلوۃ کے معنی بھی پیچھے چلنا ہے، تو ایک ہی معنی کے دو لفظ اسلئے استعمال کئے گئے ہیں کہ دوسرے لفظ صلوۃ کو اس کی اپنی معنی کے اندر ایک مستقل اصطلاح کے طور پر بھی معین کیا گیا ہے۔ جسکی بھی معنی نظام کو قائم کرنے کے بعد اس کا اتباع کرنا ہے۔ اس لئے آیت میں آگے سمجھایا گیا کہ الصلوۃ یعنی یہ نظام صلوۃ **نهى عن الفحشاء والمنكر** ۔ روکتا ہے فحاشیوں اور ناپسندیدہ باتوں سے چونکہ اس آیت میں قرآن حکیم اپنے دیئے ہوئے قانون کے پیچھے چلنے کی بات **اقم الصلوة** سے کررہا ہے، اس لئے فرمایا کہ **ولذكر الله اكبر** یعنی دنیا کے اندر لوگ اپنے اپنے قانون بنا کر بھی حکومتیں چلائیں گے لیکن اللہ کا دیا ہوا قانون افادیت کے لحاظ سے دنیا کے جملہ قوانین سے بڑا ہی کامیاب اور مفید ہے۔

جناب قارئین! اس آیت کے اندر **اقم الصلوة** کے حکم کو اتباع قانون قرآن کیلئے لایا گیا ہے اور دعویٰ کی گئی ہے کہ اللہ کا دیا ہوا قانون دنیا والوں کے جملہ قوانین کے مقابلہ میں بڑا ہی مفید ہے تو صلوۃ اور **اقم الصلوة** کی معنی اگر یہاں نماز کے لئے جائیں تو اللہ نے جو اپنے قانون کی برتری کی دعوی اور اس کی دلیل دی ہے کہ میرا قانون معاشروں سے فحاشی اور منکرات کو روکنے میں سب سے زیادہ کامیاب اور موثر ہے تو یہ معنی اور دعویٰ، نماز والی معنی اور ترجمہ کرنے سے ثابت نہیں ہو سکے گی۔ اس لئے صلوۃ کا ترجمہ نماز قرار دینا یہ قرآن حکیم کی غرض وغایت کو اور نزولِ قرآن کی مقصدیت کو فوت کرنا اور ضائع کرنا ہوگا، جو مقصد ان محرفین قرآن کو قیصریت اور کسرویت شاہی سے ورثہ میں ملا ہوا ہے۔

منيبين اليه واتقوه واقيموا الصلوة ولا تكونوا من المشركين (30.31)

خلاصه: (اوپر کی آیت میں بتائے ہوئے دین حنیف اور دین قیم کی طرف) انابت

کرنے والے ہونگے اور اللہ کے دین سے انحرافی کرنے سے خود کو بچاؤ اور قائم کرو نظام صلوۃ اور مشرکوں میں سے نہ ہوں۔ خلاصہ ختم

جناب قارئین! اس آیت کریمہ دمجیدہ میں اس حکم پر غور کیا جائے کہ قائم کرو صلوۃ کو اور مشرک نہ بنو! یہاں اقامت نظام صلوۃ کو مقابلہ میں لایا گیا ہے مشرکوں کے اور شرک کے۔ الف، لام سے الصلوۃ، اس سے مراد خاص نظام صلوۃ کی اتباع ہے، جو نظام صلوۃ **ما اوحى اليك** ہے، یعنی وحی کردہ الکتاب یعنی قرآن کا اتباع کرو اور مشرک نہ بنو۔ اس تقابل سے لفظ شرک کے معنی بھی متعین اور معلوم ہو گئے ہیں کہ قرآن کے قانون کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کے قوانین کے پیچھے چلنا یہ شرک ہے۔ جس سے قرآن نے منع فرمایا کہ نظام صلوۃ قائم کرنے والوں کو اجازت نہیں ہے کہ وہ لوگ کسی دوسرے غیر قرآنی نظام پر بھی عمل کریں اور دوسرے قوانین کا اتباع کریں۔ اور اگر یہاں اقیموا الصلوۃ کے معنی نماز پڑھنا لیا جائے تو اس کا تقابل **ولا تكونوا من المشركين** سے جوڑ نہیں کھائے گا۔ اس لئے کہ **ولا تكونوا من المشركين** کے حکم میں غیر اللہ کے قوانین کے پیچھے چلنے سے منع کیا گیا ہے جو کہ اقیموا الصلوۃ یعنی قرآنی نظام کے پیچھے چلنے والی معنی سے تو اسکا میچ اور جوڑ بنتا ہے، لیکن نماز پڑھنے والی معنی سے کسی مجموعہ قوانین کا تصور نہیں بنتا ہے۔ جس سے شرک سے منع کی معنی کا جواز نکل آئے اب آیت ہذا میں جملہ **اقيموا الصلوة ولا تكونوا من المشركين** کے معنی یہ ہوں گے کہ قائم کرو نظام صلوۃ والے قوانین کے اتباع کو اور ان قرآنی قوانین کے ساتھ دوسرے لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کا اتباع کر کے مشرک نہ بنیں۔

يا بنى اقم الصلوة وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على ما اصابك ان ذالك من عزم الامور (31.17)

خلاصه: اے میرے بیٹے قائم کر نظام صلوۃ کو اور معروف چیزوں کا حکم دیا کر اور منع کر منکرات سے اور ڈٹ کے رہو ان مخالفتوں کے مقابلہ میں جو پہنچیں تجھے اس راہ میں، یہ تیرا مخالفتوں

کے مقابلہ میں مضبوط بن کر کھڑا رہنا، عزم الامور میں سے ہے۔ (خلاصہ ختم)

اس آیت کریمہ میں نظام صلوۃ قائم کرنے کے حکم کی تفسیر **امر باالمعروف** اور **نہی عن المنکر** سے کی گئی ہے۔ یہ تفسیر ثابت کرتی ہے کہ **اقم الصلوۃ** کے معنی قرآن کے نظام کو قائم کرنا ہے۔ اب اس قرآنی تعبیر اور تفسیر کے بعد اقم الصلوۃ کی معنی کے اندر نماز وغیرہ قسم کی معنی کرنا خلاف قرآن ہو جائیگی۔ مزید کہ اس معنی کے بعد قرآن حکیم کا یہ فرمانا کہ **اقامۃ الصلوۃ** سے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے تجھے لوگ تکلیفیں پہچائینگے پھر ان تکلیفوں اور مصیبتوں کے آنے پر تو استقامت دکھانا، ڈٹ کے رہنا ہی صاحب عزم لوگوں کی شان ہے۔

تو جناب قارئین! غور فرمایا جائے کہ اگر صلوۃ کی معنی نماز کیا جائے تو نماز پڑھنے والوں پر نماز کی وجہ سے تو مصیبتیں نہیں آتیں، جو لقمان کو اپنے بیٹے کو **اقامۃ صلوۃ** پر مصیبتوں کے آنے پر استقامت کی وصیت کرنی پڑی۔ بہر حال اس آیت کی ترتیب میں صلوۃ کے معنی قرآنی اوامر اور نواہی کو نافذ کرنا ہے پھر اس کی وجہ سے مصیبتوں کا استقامت سے مقابلہ کرنا، یہ ثابت کرتا ہے کہ صلوۃ کی معنی اتباع نظام قرآن ہے، مروجہ نماز نہیں ہے، جسکے پڑھنے سے عالمی استحصالی سامراج کو کوئی خطرہ لاحق ہوتا ہو۔

والذین استجابوا لربھم اقاموا الصلوۃ وامرھم شوری بینھم ومما رزقناھم ینفقون (42.37)

خلاصہ: اور جن لوگوں نے اپنے پالنے والے رب کے قانون ربوبیت کو قبول کر لیا اور تسلیم کر لیا اور اسکے نفاذ کیلئے نظام صلوٰۃ کو قائم کیا اور اس نفاذ کی تفصیلات اپنی مجلس شوریٰ یعنی پارلیمنٹ کے ذریعے طے کیں، جس میں ہمارے دیئے ہوئے رزق کو خرچ کرنے کی تفصیلات و تجاویز پاس کیں۔ (خلاصہ ختم)

محترم قارئین! غور فرمائیں اس آیت میں چار چیزوں کا ذکر ہے اور ان چاروں کو ایک

ساتھ لانا، ایک بڑا ہی مفہوم رکھتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ اقامت الصلوۃ ہر آدمی نہیں کرے گا، نظام صلوۃ کا قیام صرف وہ لوگ کریں گے جو اللہ کے نظام ربوبیت کو تسلیم کرتے ہوں۔ یہاں تک دو باتیں آ گئیں، ایک اللہ کے قانونِ ربوبیت کو قبول کرنا، دوسرا اس قانونِ ربوبیت کیلئے نظام اتباع یعنی نظام صلوۃ قائم کرنا، تیسرا اس نظام کے نفاذ کیلئے مشاورت کا ادارہ قائم کرنا، چوتھا اس مجلسِ شوریٰ کے مشوروں سے رزق کی تقسیم کرنا۔ غور فرمائیں کہ ان چاروں چیزوں میں صلوۃ کا بقیہ تین قسموں سے کتنا تو تعلق ہے، یعنی صلوۃ کے نظام کی کامیابی بقیہ تین قسموں کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ صلوۃ کی کامیابی کیلئے اللہ کے نظام ربوبیت **سواء للسائلین** (41.10) کو ماننا ہوگا اور صلوۃ کی کامیابی مجلسِ شوریٰ کے مشوروں پر موقوف ہے۔ مجلسِ شوریٰ یا پارلیمنٹ پابند ہے کہ وہ ذخائر رزق کو خرچ کر دینے کے فیصلے کرے، اگر وہ ذخیرہ اندوزی کے فیصلے کرے گی تو وہ قبول نہیں کئے جائیں گے۔

جنابِ قارئین! غور فرمائیں صلوۃ اور نماز میں کتنا فرق ہے۔ اس آیت میں اگر لفظ صلوۃ کے معنی نماز کی جائے تو اس کیلئے نہ نظام ربوبیت کو ماننے کی کوئی شرط ہے نہ نظام پارلیمنٹ سے نماز کی تفصیل طے کیے جانے کا حکم ہے اور نہ ہی نماز کا بجٹ اور ذخائر رزق سے کوئی تعلق ہے جو اسے نماز کی تفصیلات سے خرچ کیا جا سکے۔ ماتم کرنا چاہیے اس ملت کی عقل و بصیرت پر جسے صلوۃ کے بدلے میں مروج نماز کو مترادف بنا کر دیا گیا ہے اور اس امت مسلمہ نے آتش پرستی کیلئے ایجاد کردہ پوجا پاٹ کی مثل نماز کو صلوۃ کے مفہوم میں قبول کر کے وصول کیا ہے۔ ہزار افسوس ہے ان کی قرآن سے ناواقفیت اور جاہلیت پر۔

کل نفس بما کسبت رھینۃ الا اصحاب الیمین ٭ فی جنات یتسائلون عن المجرمین ما سلککم سقر قالو الم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نخوض مع الخائضین۔ (74.38,39)

خلاصہ: ہر شخص اپنے کرتوتوں کے شکنجہ میں جکڑا ہوا ہوگا، سوائے جنتی لوگوں کے، جو جنتوں میں رہتے ہوئے مجرموں سے سوال کریں گے، کون سی چیز لائی ہے تمہیں جہنم میں، تو وہ جواب میں کہیں گے، ہم نے نظامِ صلوۃ کو ترک کر دیا جس سے مسکینوں کے طعام کا بندوبست کیا جاتا تھا بلکہ ہم تو ان کا مزاق اڑانے والوں میں سے تھے۔

جناب قارئین! آپ نے اس آیت سے اندازہ لگایا ہوگا کہ مصلی لوگ وہ ہوتے ہیں جو معاشرہ کے مساکین کو کھانا کھلانے کے ذمہ دار ہوں، صلوۃ کی ڈیوٹی سے بھوکوں کو کھانا کھلانے کے ذمہ دار ہوں، ان کی صلوۃ کی ڈیوٹی میں بھوکوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔ اس آیت کے مفہوم کے مقابلہ میں صلوۃ کی معنی اگر مروج نماز کریں گے تو اس نماز کے پڑھانے والا جسے آپ پیش امام کہتے ہیں وہ خود ہی اپنی اور اپنے بال بچوں کی روٹی کیلئے مقتدیوں کے محتاج ہوتا ہے۔ تو یہ نماز صلوۃ کے مفہوم میں کیسے آ سکتی ہے؟ البتہ میں اتنا ضرور مان سکتا ہوں کہ صلوۃ کی معنی نماز قرار دینے سے ریاست کی عوام کو اُتواالزکوٰۃ کے حکم سے روٹی ملے یا نہ ملے، مسجد میں نماز پڑھانے والا پیش امام کی نوکری کی اسامی ضرور بن جاتی ہے۔ وہ پیش امام نوکری ملنے کے بعد سرمایہ داروں کو راضی کرنے کیلئے اقیموا الصلوۃ کے تحریفی معنی کے ساتھ اُتواالزکوٰۃ کی بھی تحریف کر دیتا ہے اور اسے پورے سال میں ایک بار 100 روپیہ پر اڑھائی روپے قرار دیتا ہے۔

کلا ان الانسان لیطغیٰ ان راٰہ استغنیٰ ان الی ربك الرجعی ارئیت الذی ینھی عبدًا اذا صلی۔ (96.6_10)

خلاصہ: خبردار تحقیق انسان جب سرمایہ اور وسائل رزق کے لحاظ سے خود کو غنی دیکھتا ہے تو گمراہیوں کی طغیانی میں ڈوب جاتا ہے۔ اے سرمایہ کے گھمنڈ میں ڈوب جانے والے! آخر کار تمہیں نظامِ ربوبیت کی طرف لوٹنا ہوگا۔ اے مخاطب قرآن! تو نہیں دیکھ رہا، تو نہیں جانتا کہ یہ سرمایہ دار اور غنی شخص، ہمارے اس بندے کو روکتا ہے جو نظامِ صلوۃ قائم کر رہا ہوتا ہے۔

جنابِ قارئین! یہ آیت صاف صاف سمجھا رہی ہے کہ نظامِ صلوۃ سرمایہ داری کے الٹ ہے۔ اس لئے تو سرمایہ دار اور غنی لوگ اللہ کے بندوں کو عملِ صلوۃ سے روکتے ہیں۔ سرمایہ دار جانتے ہیں کہ قرآن کی صلوۃ سب کو محنت کے حساب سے رزق دینا چاہتی ہے۔ قرآن معاشروں میں اپر لوئر کی کلاسیفکیشن کے خلاف ہے، اس لئے عالمی سرمایہ داروں نے بڑے بڑے ہنر اور فنکاری سے ٹھیکے داروں کو خرید کر صلوۃ کی معنی نماز کرنے پر سودا کیا ہوا ہے۔ جس طرح قرآن کی کئی دیگر عظیم الشان اصطلاحات کی تحریف کرائی گئی ہے، مثلاً صبر، شکر، حج، طواف، عمرہ، اعتکاف، مسجد، زکوٰۃ، ذکر، رکوع، سجدہ، قیام، ثواب، توسل، توبہ، تقویٰ، طلاق، نکاح، ان سب اصطلاحوں کے معنی قرآن نے جو انسانی فلاح وتعمیر والے سمجھائے ہیں۔ فارس کی امام مافیا نے ان کے جملہ مفہوم ومعانی کو بدل کر غلط معناؤں میں مشہور کیا ہے جو انسانیت کش اور قرآن دشمن امامی سلیبس، مسلم امہ کی اولاد کو مذہبی مدارس میں امت کی خیراتوں، زکواتوں اور عطیات کو وصول کرنے کیلئے پڑھایا جاتا ہے اور امت کے بڑوں کو مساجد سے اور آج کل کے ٹی وی چینلز سے انسانیت کش قرآن دشمن وعظ سنائے جا رہے ہیں۔ میں پوری امتِ مسلمہ کے تمام مدارس کے علماء کو چیلنج کر کے بتاتا ہوں کہ ان کے ہاں پڑھائی جانے والی کتبِ احادیث وفقہ کے اندر قرآن مخالف مسائل ہیں، جو دین کے نام پر پڑھائے جا رہے ہیں۔ اگر میں انہیں ثابت نہ کر سکوں تو مجھے پھانسی پر لٹکایا جائے، اگر میں ثابت کر لوں تو خدارا ان امامی علوم کو چھوڑ کر ان کی جگہ قرآن کی تعلیم دی جائے، جو تعلیم تصریفِ آیات کے ہنر سے قرآنِ حکیم نے اپنی تفسیر آپ کی ہے۔

وما امروا الا لیعبدواللہ مخلصین لہ الدین حنفاء و یقیمواالصلوۃ و یؤتوا الزکوٰۃ وذالك دین القیمه (98.5)

خلاصہ: اور ان کو اللہ کے سواء کسی اور کے حکم ماننے کیلئے نہیں کہا گیا تھا، بلکہ انہیں خالص اللہ کیلئے، سارے جہان والوں سے منہ موڑنے کا حکم دیا گیا تھا، کہ قائم کریں نظامِ صلوۃ اور اس نظام

کے ذریعے افرادِ رعیت کو سامان نشوونما پہچائیں، یہی دین قیم ہے، یہی مضبوط نظام حیات ہے۔

جنابِ قارئین! پڑھ کر دیکھیں کہ اہلِ کتاب کے متعلق بیان ہے کہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اہلِ کتاب کو جس صلوۃ کا حکم دیا گیا تھا وہ تو یہ ہے کہ نظام صلوۃ کو اس معیار پر قائم کرنا جس سے افرادِ مملکت کو سامان پرورش ملے۔ لیکن یہود و نصاریٰ شروع سے آج تک اپنی گرجاؤں اور کلیساؤں میں مسلم امت میں رائج حکیم مانی مجوسی والی پوجا کیلئے رائج الوقت نماز تو نہیں پڑھ رہے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے اعلان کہ سب نبیوں کی شریعتیں ایک ہی ہے، سو جب یہود و نصاریٰ ہماری والی مانوی فرقہ کی نماز نہیں پڑھتے تو یقین سے صلوۃ کے معنی مروج نماز نہ ہوئی۔ جہاں تک ہم نے سنا ہے کہ امریکا اور برطانیہ میں ملک کے ہر شہری کو ہر وقت کھانا پہچانے اور روزگار سے لگانے کا سرکاری طور پر ذمہ اٹھایا ہوا ہے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو ایسی صورتحال میں میں اقرار کرتا ہوں کہ امریکہ اور برطانیہ حکم قرآن **اقیموا الصلوۃ واٰتوا الزکوٰۃ** پر مسلم امت کے مقابلہ میں زیادہ بہتر عمل کر رہے ہیں۔ اس لئے وہ ہم مسلموں کے مقابلہ زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ جب سے ہم نے صلوۃ کے معنی نماز کئے ہیں، اس وقت سے لیکر آج تک مسلم ممالک غلامی میں خوار اور رسوا ہیں۔ جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دشمن نے قرآن کی اچھی چیز پر تو خود عمل کیا ہے، باقی مسلم امت کو تو اسکے قرآن پر عمل کرنے کی بجائے اسے کہتا ہے کہ

مست رکھو، ذکر و فکر، صبح گاہی میں انہیں　　　پختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں انہیں

اس بات کے ثبوت میں ایک مثال یا واقعہ عرض کروں کہ عالمی سامراج ہم مسلم امت والوں کو دنیا میں حکمرانی کرنے کی، آزادی کی تعلیم حاصل کرنے میں بھی خوش نہیں ہے۔ تھوڑا عرصہ پہلے ٹی وی کے ایک چینل پر میں نے ایک مذاکرہ سنا۔ جس میں کراچی یونیورسٹی کا ایک پروفیسر اور یک دوسری کسی یونیورسٹی کی وائس چانسلر لیڈی شریک تھے۔ ان دونوں نے بتایا کہ بیسویں صدی کے آخری عشرہ میں ایک بار بے نظیر کے دورِ حکومت میں دوسری بار نواز شریف کے دورِ حکومیت میں

IMF اور WTO کا وفد پاکستان میں آیا۔ ہمارے ملکی نمائندوں نے ان سے مذاکرات کئے۔ ملکی، مذہبی، تعلیمی، اصلاحات کے حوالہ سے بات کی، تو ہمارے نمائندوں نے انہیں پاکستان میں مدارسِ دینیہ کے اندر رائج الوقت نصاب میں تاریخ، جغرافیہ، سائنس، کمپیوٹر وغیرہ کے اضافی مضامین شامل کرنے کا ذکر کیا۔ یہ اسلئے کہ ہمارے مذہبی فاضل لوگ بھی دنیا کی جدید تعلیم سے آراستہ ہو کر ملکی قیادت اور جہانبانی کا فن سمجھیں۔ اس پر IMF اور WTO کے نمائندوں نے دونوں دفعہ یہ کہا کہ اگر آپ نے مذہبی تعلیم کے نصاب میں یہ اضافے کیے تو ہم آپ کو امداد دینا بند کر دینگے۔ مذہبی نصاب کو جوں کا توں رہنے دیا جائے۔

اب قارئین! اس جواب سے اندازہ لگائیں کہ دین کے نام پر مذہبی اداروں میں جو نصاب پڑھایا جا رہا ہے، دشمن اسے کتنا تو سمجھ رہا ہے!! اگر قارئین بھی یہ راز سمجھنا ضروری سمجھیں تو جناب الطاف جاوید مرحوم کا درس نظامی پر تجزیاتی مضمون اس کی کتاب میں پڑھیں اور کچھ کچھ میری کتابوں سے بھی درسِ نظامی کا تعارف ہو جاتا ہے۔

ارأیت الذی یکذب بالدین فذالك الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین فویل المصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون الذین هم یرائون و یمنعون الماعون۔ (107.1-7)

خلاصه: کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے (اے مخاطبِ قرآن) اس شخص کے بارے میں جس کے کرتوتوں سے دین کی تکذیب ہو رہی ہے۔ یہی تو وہ شخص ہے جو بے سہارا لوگوں کو جھڑکتا اور دھکیلتا رہتا ہے اور مساکین کو کھانا کھلانے کیلئے بھی نہ خود انہیں کچھ دیتا ہے اور نہ ہی کسی اور کو ترغیب دیتا ہے۔ پھر ہلاکت ہے، تباہی ہے، ایسے انقلابی اور بیوروکریٹ کیلئے جو نظام صلوۃ کی اپنی ڈیوٹیوں میں سستی برت رہے ہیں۔ اگر کچھ کرتے بھی ہیں تو کیمراؤں اور موویوں کے سامنے صرف شوبازی کیلئے اور دوسری طرف ان کا یہ حال ہے کہ گوداموں کے گودام مال کے تالوں سے بند کئے ہوئے ہیں جو کسی

کودیتے نہیں، تاک میں رہتے ہیں کہ ان کو ہم اپنے لئے کسی طرح کھا کھپا لیں۔ خلاصہ ختم

جناب قارئین! قرآن کی نظر میں مصلی کے عہدہ پر فائز آدمی پارلیمنٹ کا ممبر ہوتا ہے، مصلی قرآن کی نظر میں وزیرِ خوراک ہوتا ہے، مصلی قرآن کی نظر میں وزیر قانون ہوتا ہے، مصلی قرآن کی نظر میں ایگری کلچر کا وزیر ہوتا ہے، محکمہ اریگیشن کا وزیر ہوتا ہے، مصلی انقلاب لانے والی پارٹی کا اہم رکن ہوتا ہے نیز مصلی خزانہ، تعلیم وصحت کے محکموں کا بھی سربراہ ہوتا ہے۔ قرآن سورۃ ماعون میں ان مصلیوں سے خطاب کرتا ہے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے جو لوگ بھوک سے مر رہے ہیں، ایسے بھونچال سے تو دین کی تکذیب ہوتی ہے۔ اے مصلیو! ہلاکت ہو تمہارے لیے، تباہی ہو تم پر، جو لوگ بھوک کی آگ بجھانے کیلئے در در کے دھکے کھا رہے ہیں اور تم ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔

جنابِ قارئین! مصلی کی معنی قرآنی انقلاب کی ہدایات کو فالو کرنے والا ہے، تابعداری اور پیروی کرنے والا اور نافذ کرنے والا ہے۔ ایسے ذمہ دار حاکم کی ڈیوٹی کو آپ صلوۃ کی بجائے نماز کا فارسی، غیر عربی لفظ کیوں چمٹا رہے ہو جسکی اپنی کوئی معنی ہی نہیں ہے۔ جس جامد اور مہمل لفظ سے قرآنی صلوٰۃ کے حوالوں سے بتائے ہوئے نظامِ مملکت کے متعلقہ محکموں کو چلایا جا سکے۔

کتاب ”کیا ہماری نمازیں قرآنی صلوٰۃ ہے؟“ کی عبارت ختم

کتاب ”کیا ہماری نمازیں قرآنی صلوٰۃ ہے؟“ کے موضوع کی مناسبت کے ساتھ مندرجہ ذیل مضمون کچھ دن پہلے تیار شدہ تھا جو ماہنامہ بلاغ القرآن لاہور میں متقی صاحب کے مضمون کے جواب میں لکھا گیا تھا اور انہیں اس جوابی مضمون کو شائع کرنے کیلئے ارسال کیا گیا جسے انہوں نے اپنے رسالہ میں شائع نہیں کیا۔ جواب ہم اس کتاب کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

متقی صاحب کا ”**کٹ حجتیاں اور صلوٰۃ**“ نامی لکھا ہوا مضمون، بجواب پمفلٹ ”حکم قرآن **اقیمو الصلوۃ** کی معنوی تحریف“ جو عزیز اللہ بوہیو کا لکھا ہوا ہے۔ اس جوابی مضمون کا جواب منجانب عزیز اللہ بوہیو بنام.........!

”متقی صاحب کی **کٹ حجتیاں**“

محترم جناب متقی صاحب کا یہ مضمون مجلہ بلاغ القرآن لاہور کے شمارہ اگست 2007ء میں شائع ہوا ہے۔ مضمون چھ (6) صفحوں پر مشتمل ہے۔ میں جناب متقی صاحب کا پورا مضمون تو یہاں نقل نہیں کروں گا صرف اس کی ضروری عبارتوں کو نقل کر کے ان کے جوابات خدمت میں عرض کروں گا، متقی صاحب اپنے مضمون کے پہلے صفحہ کی نو نمبر سطر سے لکھتے ہیں کہ لیکن پاکستان جس میں دوسرے اسلامی ممالک کی نسبت حق آزادیٔ رائے بہتر ہے اکثر حالات کنٹرول سے باہر ہو جاتے ہیں اس سے شہ پا کر صلوٰۃ جو اللہ کے حضور پیش ہو کر ادا کی جاتی ہے اس کے وجود ہی کے منکر ہو جاتے ہیں وہ اسے آغاز کار سے پہلے ایک اجتماعی دعا بھی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ زندگی کے ہر موڑ پر جب بھی کوئی کام فرد یا اجتماعی طور پر ادا کرنا ہوتا ہے تو آغاز نیک خواہشات سے کیا جاتا ہے (متقی صاحب کی عبارت سے اقتباس ختم)

متقی صاحب نے میرے مضمون حکم قرآن اقیمو الصلوۃ کے معنوی تحریف کے اندر نماز مروجہ کو صلوۃ کے معنوں میں تسلیم نہ کرنے اور نماز کو صلوۃ کی معنی قرار دینے کو تحریف معنوی قرار دینے کا رد پاکستان سرکار کی جس مدح سرائی سے کیا ہے۔جس سے متقی کا مقصد یہ ہے کہ میں نے جو صلوٰۃ کی تفسیر تصریف آیات سے کی ہے اس پر وہ مجھے حکومت کے ہاتھوں سزا دلائے۔ویسے سرکار کی اس جھوٹی تعریف کا پول تو جاوید ہاشمی کی گرفتاری پھر اسکو سزاء قید دینے سے بھی واضح ہو جاتا ہے لیکن ابھی ابھی عائشہ صدیقہ نامی ایک اسکالر کنگ سن کالج لندن سے پی ایچ ڈی پاس عورت نے انگریزی میں جو کتاب ملٹری انکارپوریٹ شائع کی ہے۔اس میں پاکستان آرمی کے جنرلوں کی املاک بے تحاشا دولت، بے شمار بینک بیلنس، ان کی ملک کے اندر اور باہر کاروباری تفاصیل لکھے ہوئے ہیں سرکار نامدار کا اس کتاب پر بین لاگو کرنا اور مصنفہ پر گرفتاری کا حکم اور عائشہ صدیقہ کا گرفتاری کے خوف سے لندن فرار ہو جانا یہ مثال تو جناب متقی صاحب کی حکومت کی تعریف کرنے کا منہ چڑا رہا ہے!!!

متقی صاحب آگے لکھتے ہیں کہ اس سے شہ پا کر صلوۃ جو اللہ کے حضور پیش ہو کر ادا کی جاتی ہے اس کے وجود ہی کے منکر ہو جاتے ہیں۔متقی صاحب! ہم صلوۃ کے منکر تو کہیں بھی نہیں ہوئے ہم تو صلوۃ کی آڑ میں مجوسیوں کی ایجاد کردہ قبل اسلام سن ۲۵۰ عیسوی میں آگ کی پوجا کیلئے موجودہ مروج نماز کو لفظ صلوۃ کے ترجمہ کے طور پر قبول کرنے کیلئے تیار نہیں، ہمارے پمفلٹ میں صلوۃ کا ترجمہ مروج نماز کو قرار دینے کا انکار ہے، جبکہ متقی صاحب! آپ ہم پر الزام لگا رہے ہیں کہ ہم صلوۃ کے وجود کے منکر ہیں کیا بات ہے آخر!! جو متقی صاحب آپ معنوی بحث کو ہم پر انکار صلوۃ کی تہمت کی شکل میں تھوپ رہے ہیں، کچھ تو دیانتداری ہونی چاہئے! بالخصوص ایسے آدمی کیلئے جو اپنے آپ کو متقی کہلانے کا دعویدار ہو، جناب متقی صاحب! کھل کر ہم اعلان کر رہے ہیں کہ صلوۃ کا ترجمہ مروج نماز کو قرار دینا غلط ہے۔لفظ صلوۃ اتباع قرآن کیلئے ایک اصطلاح کے طور پر مختلف صیغوں میں استعمال کیا گیا ہے اس لئے ہم قرآنی صلوۃ کا مفہوم امت کو لوگوں کو سمجھانا چاہتے ہیں ہم صلوٰۃ کو مروج نماز

کے معنوں میں تحریف معنوی قرار دیتے ہیں۔

جناب متقی صاحب! آپ نے جو سطر 10 میں لکھا ہے کہ صلوۃ جو اللہ کے حضور پیش ہو کر ادا کی جاتی ہے، غالباً اس سے مراد آپ مروج نماز کیلئے لکھتے ہیں کہ صلوۃ جو اللہ کے حضور پیش ہو کر ادا کی جاتی ہے'' تو جناب عالی آپ اپنے اس اطلاع اور دعوی کیلئے ثبوت کے طور پر تائید میں کوئی قرآنی آیت کا حوالہ رقم فرماتے تو بہت ہی اچھا ہوتا اس سے قارئین کو معلومات مل جاتی کہ عبادات کے اقسام سے کون کون سی عبادات ہیں جو اللہ کے حضور میں پیش ہو کر ادا کی جاتی ہیں اور کون کون سی عبادات ہیں جو صلوۃ کی طرح اللہ کے حضور پیش نہ ہو کر ادا کی جاتی ہیں؟ یا یہ کہ جو عبادات اللہ کے حضور پیش ہو کر ادا نہیں کی جاتیں ان کا ہی پتہ بتا دیں؟

جناب متقی صاحب! آپ نے اپنے مضمون کے پہلے صفحہ کی گیارہویں سطر پر لکھا ہے کہ ''وہ اسے آغاز کار سے پہلے ایک اجتماعی دعا بھی نہیں سمجھتے'' آپ کی اس تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی نظر میں ''صلوٰۃ'' مستقل کوئی ''کار'' نہیں ہے یہ کوئی آغاز کار سے پہلے کی صرف افتتاحی دعا وغیرہ ہے اور بس، سو متقی صاحب! ہم اقامۃ صلوۃ کو مستقل ''کار''، مستقل ''فرض''، مستقل ''ڈیوٹی'' منجانب اللہ تسلیم کرتے ہیں آپ کی والی مجوسیوں کی نماز آپ کی معنوں میں کوئی افتتاحی آغاز کار والی دعا ہو تو ہو جس سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہے اور آپ کی اس بات سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ بھی فریضہ صلوٰۃ کے مستقل ہونے کے انکاری ہیں۔

جناب متقی صاحب! آپ نے اپنے مضمون کے پہلے صفحہ کی بارہویں سطر سے لکھا ہے کہ صلوۃ کے مختلف معنی ہیں جن میں سے ایک اللہ کے حضور جھکنا بھی ہے اور وہ بھی ٹھوڑیوں کے بل گر کر اس کی تعریف و توصیف بیان کرنا ہے۔جس کی تعلیم اس نے خود سورۃ الحشر 59/21-24 میں دی ہے''

جناب متقی صاحب! آپ صرف اپنے آپ کو اکیلا عالم قرآن تصور فرما کر قرآنی حجتوں پر کٹ مارتے جا رہے ہیں۔جناب عالی! سورۃ الحشر کی آیات 21 تا 24 سب پڑھ کر دیکھیں ان چاروں آیتوں

میں نہ صلوٰۃ کا ذکر ہے نہ ٹھوڑیوں کے بل گرنے کا ذکر ہے نہ مطلق سجدہ کا کوئی لفظ ہے آپ اپنی علمیت کا رعب جمانے کیلئے جھوٹ تو نہ فرمائیں، کٹ حجتی خود کر کے اس کا الزام مجھ پر لگا رہے ہیں؟

جناب متقی صاحب! آپ نے اپنے مضمون کے پہلے صفحہ کی سطر نمبر 15 پر لکھا ہے کہ" یہ بات لوگ درست ہی کہتے ہوں گے کہ وضو کی تمام تفصیلات تو دے دی ہیں لیکن جس کے لئے وضو کرایا جا رہا ہے اس کا ذکر کیوں نہیں ہے؟ بالکل موجود ہے جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ۔ (اقتباس ختم)

جناب متقی صاحب! پہلے تو آپ معترضین کیلئے فرماتے ہیں کہ یہ بات یہ لوگ درست ہی کہتے ہوں گے پھر اسی جگہ جواب میں ان کی درست قرار دی ہوئی بات کا رد بھی کرتے ہیں کہ جس کے لئے وضو کرایا جا رہا ہے اس کا تفصیل موجود ہے۔ بتائیں کہ قارئین آپ کے کس مؤقف کو درست سمجھیں پہلے یا دوسرے مؤقف کو؟ ہم مجلہ بلاغ القرآن کو بڑی عقیدت سے پڑھتے ہیں کم سے کم ایسے رسالہ کے لکھنے والے لوگوں کو حواس باختہ نہ ہونا چاہئے۔

جناب متقی صاحب! آپ نے اپنے مضمون کے پہلے صفحہ کے آخری دو تین سطروں میں لکھا ہے کہ"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول نے اپنی نبوت کو احسن طریقہ سے عمل کر کے مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اور انہوں نے بھی انحراف نہ کر کے قرآنی تعلیم میں غوطہ زن ہو کر ایک بہترین نظام حکومت قائم کیا جس میں پڑھنے والی صلوٰۃ بھی ہے"۔

جناب متقی صاحب! آپ اپنی اس عبارت میں غور فرمائیں آپ اقرار فرما رہے ہیں کہ پڑھنے والی صلوٰۃ مسلمانوں نے قرآن کی تعلیمات میں غوطہ زن ہو کر دریافت کی ہے" یعنی پڑھنے والی صلوٰۃ کا ذکر قرآن کی ظاہر عبارت میں نہیں ہے آپ کی طرح غوطوں میں غلطان ہو کر کوئی نکالے تو نکالے نہیں تو نہیں ہے ویسے جناب متقی صاحب! آپ کو چاہئے تھا کہ اس پڑھنے والی صلوٰۃ کو رسول اللہ سے منسوب اور منسلک کر کے دکھاتے بجائے اس کے خود آپ نے اسے مسلمانوں کی غوطہ زنی کی دریافت بتایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ قرآن کے ظاہری متن پر غوطہ زنیوں سے کٹ مار رہے ہیں۔

جناب متقی صاحب! آپ نے اپنے مضمون کے دوسرے صفحہ کی تیسری سطر میں میرے پمفلٹ" حکم قرآن اقیموا الصلوٰۃ کی معنوی تحریف" کے متعلق لکھا ہے کہ" صلوٰۃ کے حوالہ سے ایک پمفلٹ موصول ہوا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل سوالات پوچھے گئے ہیں اگر صلوٰۃ کے معنی رائج الوقت نماز ہے تو

(1) پورے قرآن کے اندر سجدہ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

(2) پورے قرآن کے اندر تلاوت آیات کتاب اللہ کا حکم نہیں ہے

جناب متقی صاحب! میرے اس پمفلٹ میں جو 10 سوال لکھے ہوئے ہیں ان میں سے پہلے دو سوالوں کو آپ نے جو اوپر لکھا ہے اس میں میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ آپ نے ان دو سوالوں کو نقل کرنے میں خیانت فرمائی ہے کیونکہ ان کی اصل عبارت یہ ہے کہ

1) پورے قرآن میں صلوٰۃ کے اندر سجدہ کرنے کا ذکر نہیں ہے"

2) پورے قرآن میں صلوٰۃ کے اندر تلاوت آیات کتاب اللہ کا حکم نہیں ہے۔

آپ نے ان پہلے دو سوالوں کے نقل کرنے میں صلوٰۃ کا لفظ کاٹ دیا ہے اس سے پڑھنے والوں کو میرے متعلق ہر قسم کے شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے ہیں جس کا سبب آپ کا یہ غلط نقل کرنا یعنی لفظ صلوٰۃ کو دونوں سوالوں سے کاٹنا ہوگا؟ نقل عبارت میں یہ خیانت ثابت کرتی ہے کہ آپ نے جو متقی کا تخلص اپنے لئے تجویز کیا ہے اس سے اپنی اصلی شخصیت چھپانا چاہتے ہیں۔

جناب عالی! رسالہ بلاغ القرآن کے حوالے سے جناب از ہر عباس صاحب نے رسالہ صوت الحق میں مضمون لکھا ہے کہ پاکستان میں تین رسالے شائع ہوتے ہیں جن کے اندر قرآن حکیم کی ترجمانی بہتر نمونے سے کی جاتی ہے ہر کوئی انہیں پڑھے ایک طلوع اسلام لاہور.. دوسرا بلاغ القرآن لاہور.. تیسرا صوت الحق کراچی (یہ خلاصہ ہے از ہر عباس صاحب کی تحریر کا الفاظ میرے ہیں)

مجھے از ہر صاحب کی اس بات سے مکمل اتفاق ہے، اس حوالہ سے ایک شکایت یہ ہے کہ بلاغ القرآن جیسے ترجمان القرآن قسم کے مجلہ میں کچی باتیں خلاف قرآن باتیں نہ ہونی چاہئیں جس طرح

کہ جناب متقی صاحب نے میرے پمفلٹ کے خلاف اپنے مضمون کے صفحہ دوم کی سطر نمبر 20 پر پانی کے ڈیم بنانے کی حمایت فرمائی ہے جو ڈیم سازی خلاف قرآن ہے۔ فرمان ربی ہے کہ **فانزلنامن السماء ماء فاسقینا کموہ وما انتم لہ بخازنین** (15.22) یعنی ہمارے نازل کردہ پانی کو تم اسٹور نہیں کر سکتے، اس کا ذخیرہ نہیں بنا سکتے، ڈیم نہیں بنا سکتے، اسی قرآنی مؤقف کی تائید میں دنیا کے ماہرین آبپاشی کی رپورٹیں اقوام متحدہ کی لائبریری نیویارک میں موجود ہیں کہ ڈیم ٹیکنالوجی فیل ہے" اب کوئی بتائے کہ ہم جناب متقی صاحب کے حضور میں اس کی ڈیم سازی کی سفارش کو قرآن کی روشنی میں کیونکر قبول کریں اور متقی صاحب کی ایسی خلاف قرآن تجویز کو کم سے کم سندھ کے لوگ تو قبول نہیں کریں گے اس لئے کہ موجودہ حکومت نے ہمارے سروں پر کالا باغ ڈیم کی تلوار کھڑی کی ہوئی ہے" جو ہمارے معاشی موت کے ساتھ خلاف قرآن بھی ہے۔

جناب متقی صاحب نے میرے پمفلٹ کے جواب میں اپنے لکھے ہوئے مضمون کے صفحہ نمبر ۳ پر ساتویں سطر سے مجھے ان یہودیوں سے تشبیہ دی ہے ان الفاظ سے کہ "معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے اس کا ذکر سورۃ بقرہ میں بنی اسرائیل کے وطیرہ سے آیات (۶۶ تا ۷۴) ان کی گائے یا بیل کی قربانی یا ذبح کرنے سے ٹال مٹول کٹ حجتی کرنے سے ظاہر ہے" جناب متقی صاحب اس تشبیہی عبارت کے اخیر میں لکھتے ہیں کہ اگر یہ منکرین صلوۃ اس دور میں ہوتے تو شاید رسول اللہ سے وحی پاکران کی تشفی کر دیتے" معاذ اللہ یہ متقی صاحب کس قسم کی خرافات فرما رہے ہیں میں بلاغ القرآن کے ادارتی بورڈ اور مجلس مشاورت کے ممبر صاحبان کے حضور میں رپورٹ کرتا ہوں کہ میں صلوٰۃ کا منکر کس طرح اور کیونکر ہوں یہ متقی مجھ پر منکر صلوٰۃ ہونے کا غلط الزام لگا رہے ہیں میں بحمد اللہ نہایت ہی ذمہ دار مصلی ہوں، متقی صاحب! مجھ پر منکر صلوٰۃ ہونے کا الزام لگاتے وقت اتنا تو حواس باختہ ہو گئے ہیں جو لکھا ہے کہ اگر منکرین صلوٰۃ اس دور میں ہوتے تو شاید رسول اللہ سے وحی پاکران کی تشفی کر دیتے۔ کیا تو یہ گستاخی ہے ہماری کیا مجال جو ہم رسول اللہ کی تشفی کرتے، ہم تو یہ

ایمان رکھتے ہیں ہم رسول اللہ سے وحی پا کر اس سے اپنی تشفی کرتے اور اب تک رسول اللہ سلام علیہ کو ملی ہوئی وحی سے ہی اپنی تشفی کر رہے ہیں متقی صاحب نے اتنا تو حواس باختہ ہو کر میرے پمفلٹ کا رد لکھا ہے جو اس میں وحی کی نسبت رسول کی طرف کر دی ہے جبکہ وحی اللہ کی طرف سے آتی ہے اور متقی صاحب کی طرح پڑھی جانے والی صلوٰۃ جس کا قرآن نے ذکر ہی نہیں فرمایا، جس کے پڑھے جانے کا پورے قرآن میں وجود ہی نہیں ہے اس قرآنی اصطلاح صلوٰۃ کو زوری نماز کے معنوں میں ہم ہرگز تسلیم نہیں کریں گے، اسی کو ہم تحریف معنوی قرار دیتے ہیں، جب ہم نے یہ چیلنج کیا ہے کہ پورے قرآن میں صلوٰۃ کے لئے پڑھنے کا حکم کہیں بھی نہیں دیا گیا تو متقی صاحب بجائے ایسی نص کا حوالہ دینے کے پڑھی جانے والی صلوٰۃ کی تائید میں فرمان جاری کرتے جا رہے ہو تو کیا آپ کا یہ قرآن سے دلیل نہ دینے کا ضد تاریخ کا اپنے آپ کو دہرانے والے بنی اسرائیل وغیرہ سے بھی بڑھ کر نہیں ہے؟ جو انہوں نے تو بالآخر گائے ذبح کر بھی لی تھی لیکن یہ متقی صاحب ہیں جو صلوٰۃ کے ساتھ اسے پڑھنے کے حکم اور معنوں میں ثابت نہ کر سکنے کے باوجود پڑھی جانے والی صلوٰۃ کی رٹ لگائے جا رہے ہیں کٹ مارتے جا رہے ہیں" جیسے کہ اس متقی کے سوا بقیہ سارے لوگ اندھے ہیں اور وہ قرآن میں پڑھی جانے والی صلوٰۃ کی جھوٹی دعویٰ کو چیلنج ہی نہ کرسیں گے" آگے متقی صاحب اپنے تردیدی مضمون کے تیسرے صفحہ کی تیرہویں سطر میں لکھتے ہیں کہ" ویسے قیامت کو یہ لوگ تسلیم کر لیں گے کہ ہم **لم نك من المصلين** (۷۴/۴۳) جناب قارئین! ویسے تو باخبر لوگ ہمیں سناتے رہے ہیں کہ مرزائی قادیانی لوگ اپنی جماعت کے مرزائی مذہب والوں کو یہ تعلیم و تربیت دیتے ہیں کہ مرزائیوں کے سوا باقی ساری امت مسلمہ کے لوگوں کو کافر سمجھو، اب جو گجرانولہ کے اس متقی صاحب نے ہم صلوٰۃ کے معنیٰ تصریف آیات سے نظام صلوٰۃ کی اقامت اور اتباع قرار دینے والوں کو دوزخی اور جہنمی کافر قرار دیا ہے تو اس کا یہ تقویٰ سے بھرا ہوا فتویٰ پڑھ کر مجھے گزشتہ دنوں چنیوٹ شہر میں منعقدہ قرآن کنونشن کے موقع پر اوکاڑہ شہر کے بزرگ چاچا احمد علی سے کی ہوئی

ملاقات یاد آگئی جو اس میں اس نے بتایا تھا کہ ادارہ بلاغ القرآن کا فلاں ممبر (جس کا اب مجھے نام یاد نہیں رہا) مرزائیوں کے مرکز ربوہ کا پینشنر ہے میں نے چاچا احمد علی سے جواب میں صرف یہ عرض کیا کہ جس جگہ خالص قرآن ودین کی خدمت ہوتی ہو دشمن وہاں نقب لگایا ہی کرتے ہیں اب اللہ دتہ متقی صاحب بھی بڑی فنکاری سے قرآن کی آیت مجیدہ (۷۴/۴۳) جو کہ جواب ہے آیت کریمہ (۷۴/۴۲) کا اس میں سوال ہے کہ اہل جنت لوگ دوزخ والوں سے سوال کریں گے کہ **ماسلککم فی سقر** تو اس کے جواب میں اہل دوزح کہیں گے کہ **لم نك من المصلين ولم نك نطعم المسكين** اہل دوزخ کے اس پورے جواب کو نقل کرنے میں میں اللہ دتہ صاحب کی تقویٰ خبر نہیں کہ کیوں رکاوٹ بن گئی اور یہ رکاوٹ اس لئے بنی کہ پورے آیت میں صلوٰۃ کے مفہوم میں روٹی کا مسئلہ بھی آرہا تھا وہ یہ کہ صلوٰۃ کو نماز قرار دے کر **ولم نک نطعم المسکین** ہم لوگ مسکینوں کو روٹی نہیں کھلایا کرتے تھے اللہ دتہ صاحب کی تقویٰ کا ہمیں اس کے اس جواب سے پتہ ملا کہ اس کی ڈیوٹی اور پنشن کا تعلق اور دارومدار اس پر ہے کہ وہ اپنی علمی و قلمی کاوشوں سے صلوٰۃ کو نماز بنائے رکھے اور قرآن نے جس صلوٰۃ کو اقامت کے پرزور پریشر والے مفہوم کے ذریعے نظام کے مفہوم میں سمجھانا چاہا ہے اس کے لئے متقی صاحب کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ صلوٰۃ کو نماز میں مشہور کرے اور **ولم نک نطعم المسکین** یعنی مسکینوں کو نظام صلوٰۃ کے ذریعے سے روٹی کھلانے کے مفہوم سے کاٹ کر علیحدہ کردے جس طرح ابھی آپ نے متقی صاحب کے حوالہ میں دیکھا کہ اس نے ہمیں کافر بنانے کے لئے آیت **لم نک من المصلین** والا حصہ تو لکھا لیکن **ولم نک نطعم المسکین** والا حصہ نہیں لکھا۔ وہ شاید اس لئے کہ کہیں نوکری ختم نہ کی جائے جناب قارئین! آپ خود متقی صاحب کا یہ مکمل مضمون دستیاب کر کے پڑھیں اس میں مضمون کے آخری حصہ میں صاف صاف لکھتے ہیں کہ روٹی، روزی اور نظام حکومت بھی صلوٰۃ ہے تو پھر (۶۲/۱۰) میں صلوٰۃ کے بعد پھر صلوٰۃ روٹی، روزی اور کاروبار کی فکر کیلئے **فاذا قضیت**

الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللّٰہ کا کیا مقام ہے **فھل من مدکر**۔

محترم قارئین ترتیب کے لحاظ تو مجھے متقی صاحب کے اس سوال کا جواب آخر میں دینا تھا لیکن بجائے آخر کے ابھی لکھ دیتا ہوں "متقی صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ اگر روٹی، روزی اور نظام حکومت ہی صلوٰۃ ہے تو پھر (۶۲/۱۰) میں صلوٰۃ کے بعد پھر صلوٰۃ روٹی، روزی اور کاروبار حیات کے لئے" **فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللّٰہ** کا کیا مقام ہے۔ **فھل من مدکر** پہلے پہل یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آیت نمبر (۶۲/۹) میں ہے کہ جب تمہیں صلوٰۃ یوم جمعہ کیلئے بلایا جائے تو کاروبار کو چھوڑ کر قوانین خداوندی کی طرف جلدی میں آنا یہ تمہارے لئے بھلے کا کام ہے۔ اگر تم علم رکھتے ہو اس مقام پر الفاظ قرآن پر غور کیا جائے کہ کہا گیا ہے کہ جب بلایا جائے تمہیں اجتماع صلوٰۃ کیلئے تو جلدی پہنچو اللہ کے ذکر کی طرف مطلب کہ صلوٰۃ اور ذکر کو مترادف اور ہم معنیٰ کر کے لایا گیا ہے اب یہ اجتماع صلوٰۃ وحاکم وقت کی طرف سے مسائل حیات کے متعلق کھلی کچہری کے طور پر۔ جس میں وہ حاکم قوانین الٰہی کی روشنی میں سرکاری پالیسیاں ذمہ داریاں اور رعیت کے حوائج اجتماع صلوٰۃ کی ایجنڈا میں نمٹائے گا اور قوانین بھی سمجھائے گا کہ ان کی روشنی میں آپ کے حقوق یہ یہ ہیں اور آپ کو ان کی روشنی میں بتایا جائے گا کہ آپ کے معاشیات کے حقوق بھی یہ یہ ہیں۔ حاکم وقت کے اس لیکچر اور کچہری کے بعد قرآن نے پھر سے حکم دیا کہ اب واپس جاؤ پہلے کی طرح پھر سے کاروبار میں لگ جاؤ یعنی اللہ کے رزق کی جستجو میں لگ جاؤ تو متقی صاحب نے صرف اپنے حصہ کو نقل کر کے لکھا ہے کہ فھل من مدکر یعنی ہے کوئی سمجھنے والا اس سے متقی صاحب نے اپنی علمیت سے یہ سمجھانا چاہا ہے کہ اگر روٹی، روزی اور نظام حکومت ہی صلوٰۃ ہے تو پھر (۶۲/۱۰) میں صلوٰۃ کے بعد پھر صلوٰۃ، روٹی، روزی اور کاروبار حیات کی فکر کیلئے حکم دینے کا کیا مقام ہے۔ **فھل من مدکر** ۔یعنی صلوٰۃ اور چیز ہے صلوٰۃ کا رزق سے کوئی تعلق نہیں ہے

اس لئے صلوٰۃ کو نماز کے مروج مفہوم میں سمجھو کاروبار حیات سے صلوٰۃ کو خلط ملط نہ کرو متقی صاحب نے **فھل من مدکر** کے اشارہ سے صلوٰۃ کو کاروبار حیات سے الگ کرنے کا عندیہ دیا ہے، جس کے لئے صرف آیت کا آدھا تو نقل کیا لیکن بقیہ آدھے کو چھیڑا ہی نہیں تو جناب بقیہ آدھے میں قرآن حکیم نے فرمایا کہ جب تم اجتماع صلوٰۃ سے فارغ ہو جاؤ حاکم وقت اجتماع بلانے والے سے ذکر اللہ کا پیکیج سمجھ لو، اور اجتماع کے اختتام پر جمعہ کی چھٹی کو اسلامی قانون کے نام سے قرار نہ دینا بلکہ پھر سے جا کر تلاش رزق کریں اور متقی صاحب جیسے دانشوروں کے جھانسے میں نہ آنا کہ صلوٰۃ کے بعد صلوٰۃ نہیں ہوا کرتی اس لئے سن لو حکم قرآن ہے کہ قضائے صلوٰۃ کے بعد بھی تلاش زرق کے دوران بھی **واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون** میں ابھی عرض کر کے آیا کہ اس آیت میں اللہ پاک نے صلوٰۃ اور ذکر کو مترادف یعنی ہم معنیٰ کر کے لایا ہے اور اس کی ادائیگی کا طریقہ مروج معنوی نماز کے پوجا والے طریقہ کو رد کرتے ہوئے قرآن حکیم نے سورۃ اعراف کی آیت نمبر (۲۰۵) میں سمجھا دیا ہے کہ کوئی متقی صاحب والے سمجھائے ہوئے (پڑھی جانے والی نماز کی طرف نہ جائے بلکہ قرآن کے (۷/۲۰۵) آیت سے ذکر اللہ والی صلوٰۃ کو سمجھے اور سر انجام دے یعنی ذکر والی ہم معنیٰ صلوٰۃ اس طرح ادا کرنی ہے جو کوئی مصلی اگر یہ صلوٰۃ ۱۰۰ آدمیوں کے درمیان اور دوران مجلس بھی ادا کرے تو کس کو یہ پتہ ہی نہ لگنے پائے کہ یہ کیا کر رہا ہے یا کچھ کر بھی رہا ہے اسے کہتے ہیں میان عاشق و معشوق رمز است۔ کراما کاتبیں راہ ہم خبر نیست۔

جناب قارئین! آپ نے غور فرمایا ہوگا کہ **اقیموا الصلوٰۃ** کا حکم مومن لوگوں کو ہے **یا ایھا الذین آمنوا** کے مخاطب مصلی کے عہدہ پر فائز لوگ ہیں وہ نظام صلوٰۃ قائم کرنے کے ذمہ دار لوگ ہیں معاشروں میں اجتماعات صلوٰۃ (کھلی کچہریاں) قائم کر کے نظام صلوٰۃ کے قوانین، فوائد اور اثرات سمجھانے کیلئے پبلک سے رابطوں میں ہوں گے۔ یہ ہوئی منتظمین اور انقلاب کے ذمہ داروں کی صلوٰۃ اور ان اجتماعات میں شریک ہونے والے افراد و رعیت جب اپنے مصلی حاکموں

سے قوانین اور احکامات سنیں گے تو ان کی صلوٰۃ اب شروع ہوگی کہ وہ اپنے حاکموں سے سنے ہوئے احکام کے مطابق اکتساب معیشت کے قرآنی راستوں پر عمل پیرا ہوں جنہیں حکم دیا گیا ہے کہ **فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون** (۶۲/۱۰) اب حاکموں کی مجلس صلوٰۃ کے اختتام کے بعد افراد کے رعیت کی انفرادی صلوٰۃ شروع ہو جاتی ہے جو مترادف ہے ذکر کے جس کی ادائیگی (۷/۲۰۵) میں سمجھائی گئی ہے جناب قارئین ایک صلوٰۃ انجینئروں، سائنسدانوں، دانشوروں کی بھی ہے، اسے بھی قرآن حکیم نے ذکر سے تعبیر فرمایا ہے۔ پڑھ کر دیکھیں **ان فی خلق السماوات والارض و اختلاف اللیل والنھار لآیات لاولی الالباب۔ الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السماوات والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار** (۱۹۰-۱۹۱-۳) ذکر کی مترادف یہ صلوٰۃ ہے قوانین الٰہی کے روشنی میں تخلیق کائنات پر غور وفکر کرنا اور تخلیق کے جملہ ایٹموں کی افادیت پر غور اور تدبر کرنا۔ اس صلوٰۃ میں نہ وضو ہے نہ صف بندی ہے یہ صلوٰۃ سیمیناروں، کانفرسوں کی شکل میں اور تنہائی کی ریسرچ میں، اٹھتے بیٹھتے، لیٹتے، چلتے، پھرتے، ہر حال میں سر انجام دی جاتی ہے، گھروں میں، لیباٹریوں میں، کالجوں میں اور یونیورسٹیوں میں بھی سر انجام دی جاتی ہے۔ جبکہ حکیم مانی مجوسی نژاد پیدائش (۲۱۵ عیسوی) کی آگ کے سامنے پوجا کیلئے ایجاد کردہ رائج الوقت نماز میں تخلیق کائنات کے ایٹموں کی افادیت پر غور نہیں کیا جاتا اس لئے کہ پوجا میں اجتماعی مفادات کے عوض انفرادی مفاد پرستیاں ہوتی ہیں۔ (جناب قارئین! ترتیب کے لحاظ سے پھر شروع کرتے ہیں)۔

متقی صاحب کی طرف سے صلوٰۃ کو نماز بنانے کے فن اور علمی ہنر کے استدلال کی طرف آتے ہیں متقی صاحب اپنے مضمون کے صفحہ نمبر 3 کی بارہویں سطر سے لکھتے ہیں کہ **لیس البر ان تو**

لو اوجو هكم قبل المشرق والمغرب ولا كن البر من آمن بالله و اليوم الآخر والملائكة والكتاب والنبين واٰتى المال على حبه ذوى القربىٰ واليتامى والمساكين وابن السبيل والسائلين وفى الرقاب واقام الصلوٰة واٰتى الزاكوٰة والموفون بعهدهم اذا عاهد وا (2.177) متقی صاحب نے اس آیت کا ترجمہ لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ اس آیت میں جملہ دیگر احکامات کے ساتھ صلوٰۃ کا بھی ذکر ہے جب آپ نے باقی سب کام کرنے ہیں تو صلوٰۃ بھی ادا کرنی ہے مذکورہ بالا تمام احکامات صلوٰۃ کا ترجمہ، تشریح نہیں، صلوٰۃ کا اپنا الگ وجود ہے۔ جناب متقی صاحب کے اس آیت کو با ترجمہ ذکر کرنے کے بعد یہ نوٹ لگانا کہ مذکورہ بالا تمام احکامات صلوٰۃ کا ترجمہ تشریح نہیں ہے اس نوٹ سے متقی صاحب اقامت نظام صلوٰۃ کو مؤمن کے مرتبہ اور سیاسی ذمہ داریوں جن کی طرف قرآن نے نص فرمایا کہ والموفون بعہدہم اذا عاہدوا یعنی اللہ سے عوام سے کیئے ہوئے وعدوں کو نبھانے والے ہوں گے ان سے اقامت صلوٰۃ کو سلطنت چلانے والوں کیلئے جو قرآن نے فرمایا ہے کہ **الـــذيـــن ان مـكـنـا هم فى الارض اقاموا الصلوٰة و آتوا الزكوٰة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنكر ولله عاقبة الامور** (۴۱۔۲۲) یعنی حکومت اور اقتدار والے اپنے نظام مملکت میں اقامت صلوٰۃ سے عوام کے افراد کو بہتر سامان پرورش دیں گے متقی صاحب اپنی حیلہ بازیوں سے صلوٰۃ کو نماز بنانے پر تلے ہوئے نظر آتے ہیں اور صلوٰۃ کو نماز بنانے پر ادھار کھائے بیٹھے نظر آتے ہیں مجلّہ بلاغ القرآن کے ٹائٹل پر بھی انسانی بنیادی حقوق کے چارٹر میں اقامت صلوٰۃ والا نظام صلوٰۃ قائم کرنا حکمرانوں کے ذمہ داریوں میں لکھا ہوا ہے (۴۱۔۲۲) پھر بھی متقی صاحب بلاغ القرآن کے قرآنی منشور سے منہ موڑ کر صلوٰۃ کے الگ وجود کے نام سے اس کا مفہوم پڑھی جانے والی نماز قرار دینے پر بضد نظر آرہے ہیں اگر متقی صاحب آیت کریمہ (۲۔۱۷۷) میں اقامت صلوٰۃ کی ذمہ داریوں میں مذکورہ بالا تمام احکامات کو داخل، شامل اور منتھی نہیں قرار دیتے، نہیں تسلیم

کرتے اور صلوٰۃ کے الگ وجود سے اسے پڑھی جانے والی پوجا کی سمبال نماز قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں تو پھر اس آیت کریمہ میں صلوٰۃ کی معنیٰ کیا فرمائیں گے کہ **قـالـو ايـاشعيب اصلوٰتك تامرك ان نترك مايعبد آبائو نا او ان نفعل فى، اموالنا ما نشاء** (۸۷۔۱۱) یہ آیت تو ثابت کرتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام انہیں ملی ہوئی صلوٰۃ سے وہ لوگوں کی جاہلیت والی موروثی نمازوں کو توڑ کر چھڑا کر حکمرانی کی ریڑھ کی ہڈی صلوٰۃ سے وزارت خزانہ کی اخراجاتی مدوں پر اپنے علم سے وحی کی روشنی میں کنٹرول کرتے تھے پھر جس طرح کہ قرآن نے سنایا ہے کہ **فخلف من بعد هم خلف اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا** (۵۹۔۱۹) یعنی ان انبیاء علیہم السلام کے بعد ایسے ناخلق قسم کے لوگ آکر جانشین ہوئے جنہوں نے انبیاء کی صلوٰتوں کو ضائع کر دیا اور نفسانی خواہشات کے پیروکار ہو گئے جس کے نتیجہ میں وہ گمراہی کو ہی پائیں گے۔

جناب قارئین! اس آیت نے ثابت کر دیا کہ اقامت صلوٰۃ کا جس جگہ (۲۔۱۷۷) کی آیت میں ذکر آیا ہے اس کے لئے متقی صاحب فرمار ہے ہیں کہ مذکورہ بالا احکامات صلوٰۃ کے ترجمہ و تشریح میں نہیں۔ صلوٰۃ کا اپنا الگ وجود ہے۔ لیکن محترم قارئین آیت (۸۹۔۱۱) تو صاف صاف بتا رہی ہے کہ شعیب علیہ السلام کی قوم بھی جناب متقی صاحب والا نظریہ رکھتی تھی کہ اے شعیب تیری صلوٰتیں ہمارے مالی امور کہ کسے دیں کسے نہ دیں کتنا دیں کتنا نہ دیں میں کیوں دخل دے رہی ہیں آپ اپنی صلوٰتوں کو الگ رکھیں ہماری مالی اخراجات کے پیمانوں سے اسے جدا رکھیں اس بات سے کیا فرق پڑتا ہے جو اگر **آتى المال على حبه ذوى القربىٰ واليتامىٰ والمساكين وابن السبيل والسائلين وفى الرقاب** کا ترجمہ و تشریح تو الگ ہے ادروا اقام **الصلوٰة و آتى الزكوٰة** کے جملوں کا الگ وجود ہے لیکن یہ جدا وجود جو مفہوم رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کی حب اور چاہت کی روشنی میں ذوی القربیٰ یتیموں، مسکینوں، مسافروں، حاجت مند،

مانگنے والوں اور گردنیں آزاد کرنے کیلئے مال دو، یہ خرچ کرنے کی مدیں بہت تفصیل طلب ہیں ان کی تکمیل کیلئے قوانین قرآنیہ کی اتباع میں ایک نظام صلوٰۃ قائم کرو جس کا مطمح نظر یہ رہے کہ افراد رعیت کو صحت بخش نشوونما والا سامان پرورش ملا کرے غور فرمایا جائے کہ متقی صاحب لفظوں کی بھول بھلیوں کا چکمہ دے کر صلوٰۃ کے الگ وجود کے نام سے اسے نماز بنا کر اپنی نوکری والی ڈیوٹی ادا کر رہا ہے جو کہ بلاغ القرآن کے ٹائٹل پر دی ہوئی آیت (۴۱۔۲۲) کے تقاضوں کے خلاف ہے اب یہ تو مجلہ بلاغ القرآن کے ممبروں کو سوچنا ہوگا کہ ان کو قرآن کے پیچھے جانا ہے یا امپورٹڈ متقی صاحب کے پیچھے جانا ہے۔

پمفلٹ کے آخری صفحہ پر میری طرف سے 10 سوال لکھے ہوئے ہیں آگے متقی صاحب نے ان کے جوابات لکھے ہیں ملاحظہ فرمائیں اور جواب الجواب وصول فرمائیں۔

متقی صاحب لکھتے ہیں (1) کے سلسلے میں عرض ہے کہ (۴۔۱۰۲) میں اقامت کے علاوہ سجدہ بھی ہے دیکھیئے آیت **واذا کنت فیهم فاقمت لهم الصلوٰة فلتقم طائفة منهم معک ولیا خذو اسلحتهم فاذاسجدو افلیکونو امن ورائکم ولتات طائفة اخریٰ لم یصلوافلیصلو امعک** اس طرح (۱۷۔۱۰۷) میں ٹھوڑیوں کے بل گرنا کیا سجدہ نہیں ہے **اذایتلی علیهم یخرون للا ذقان سجدا** ۔ یہ تمام آیات ظاہر کر رہی ہیں صلوٰۃ میں کیا کرنا ہے، کیا پڑھنا ہے ان تمام آیت کو سیاق وسباق سے الگ کر کے نہ دیکھیں قرآن مربوط کلام ہے۔ (آگے متقی صاحب نے لمس یخرون سجدہ سے متعلق لغوی اور اصطلاحی حوالوں سے دو سطروں میں بحث کیا ہے جس سے ہمارے سوال کا کوئی تعلق نہیں ہے)

جناب قارئین! پہلے سوال ملاحظہ فرمائیں۔ وہ یہ ہے کہ (1) پورے قرآن میں صلوٰۃ کے اندر سجدہ کرنے کا ذکر نہیں ہے۔

جناب قارئین! آپ نے متقی صاحب کی جواب میں لائی ہوئی پہلی آیت (۴۔۱۰۲) پر غور فرمایا جس کا ترجمہ کرنا شاید انہوں نے اپنی تقویٰ کے خلاف سمجھا ہو اس آیت میں ہے کہ اے رسول! جب آپ اپنے ساتھیوں لشکر والوں کے درمیان ہوں اور قائم کریں ان کے لئے اجتماع صلوٰۃ تو اس کا طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ ایک گروہ ان میں کا آپ کے ساتھ کھڑا ہو جو اسلحہ کے ساتھ مسلح ہونا چاہئے پھر جب یہ پہلے طائفہ اور گروہ والے سجدہ کر لیں تو فوراً یہ آپ کے پیچھے چلے جائیں اور آ جائے دوسرا طائفہ اور گروہ جس نے اجتماع صلوٰۃ میں شرکت نہیں کی وہ آ کر آپ کے ساتھ شریک صلوٰۃ ہو ۔ جناب قارئین اس اجتماع صلوٰۃ کو صلوٰۃ الخوف بھی کہا گیا ہے اور آپ یہ سمجھ گئے ہیں کہ یہ سفر میں میدان جنگ سے متعلق اجتماع صلوٰۃ کی ہدایت دی گئی ہے یہ صلوٰۃ کا اجتماع اصل میں کمانڈر افواج کی صوابدیدی سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ اجتماع مروج مانوی پانچ نمازوں میں سے کسی بھی نماز سے تعلق نہیں رکھتا نا ہی جناب متقی صاحب کی تین نمازوں والے طائفہ کی کسی بھی ایک نماز سے تعلق رکھتا ہے اس اجتماع صلوٰۃ سے مطلب یہ ہے کہ لڑائی سر پر آ جائے اور دشمن کی افواج آمنے سامنے ہوں عین ایسے وقت میں لڑائی کی حکمت عملی سے متعلق کمانڈر ان چیف کچھ انہیں ہدایات دینا ضروری سمجھتا ہو تو اسے اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے لیٹسٹ جنگی فارمولوں کی ہدایات کے لیکچر کے لئے ٹوٹل سپاہ کو اجتماع میں نہ لاؤ بلکہ انہیں دو حصوں میں تقسیم کر کے باری باری سے ہدایات سناؤ۔

اب آتے ہیں متقی صاحب کے ثابت کردہ سجدہ کی طرف جو آیت میں آیا ہے کہ پہلے گروہ والے **فاذا سجدو افلیکونو امن ورائهم** یعنی پہلے طائفہ والے جب سجدہ کر چکیں تو وہ پیچھے مورچوں پر چلے جائیں جناب قارئین اس آیت کی کمپوزیشن پر غور کریں ایک تو یہ رسول اللہ (کمانڈر انچیف) کی صوابدید پر بلایا ہوا اجتماع صلوٰۃ ہے کیونکہ الفاظ یہ ہیں کہ **ان اقمت لهم الصلوٰة** یعنی اگر آپ قائم کرنا چاہئیں ان کے لئے اجتماع صلوٰۃ، متقی صاحب والی موقت نماز ہوتی تو یہ اختیاری جملہ نہ ہوتا کہ اگر آپ قائم کرنا چاہئیں صلوٰۃ، کیونکہ فرض موقت میں اگر مگر نہیں چلتی۔ جناب قارئین آیت کریمہ میں ہے کہ **فاذا سجدوا** یعنی یہ سپاہ والے لشکر والے جب

سجدہ کریں اب غور فرمایا جائے کہ صلوٰۃ تو قائم کی ہے رسول اللہ نے، کمانڈر افواج نے، لیکن ان کے بجائے بتایا جارہا ہے کہ جب لشکر کے شریک طائفہ والے سجدہ کر دیں، بتایا جائے کہ اس صلوٰۃ میں صلوٰۃ کے اجتماع میں بلائے گئے لوگوں کے سجدہ کا ذکر ہے یہ اگر مروج موقت نماز پیش امام کے پیچھے پڑھی جانے والی ہوتی تو اس میں امام صاحب خود بھی تو سجدہ میں جاتے ہیں لیکن اس آیت کریمہ میں رسول اللہ کمانڈر افواج کے سجدہ کا کوئی ذکر یا اشارہ تک ہی نہیں ہے۔ یہاں میں قارئین کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آیت میں جو آیا ہے کہ فاذا سجدوا یعنی لشکر کے ایک طائفہ والے جب سجدہ کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اپنے کمانڈر سے نئی ہدایات سن کر سمجھ کر قابل عمل تسلیم کر کے بحث تمحیص سے افہام وتفہیم سے قال وقیل سے (۴۳-۴) جب وہ سجدہ کریں کی معنی یہ ہوگی کہ وہ نئی حکمت عملیاں مان لیں۔ قبول کریں، لیس حر کہیں، او کے سر کہیں، لبیک یا رسول اللہ کہیں، سمعنا واطعنا کہیں، یہ سب تسلیمی سلوٹ کرنے کی ادائیں ہیں جس کو سجدہ کے معنوں میں شمار کیا جائے گا۔ اس لئے یہ سجدہ متقی صاحب والی نماز کا سجدہ نہیں ہے نہ ہی اس میں کمانڈران چیف کا اپنا بھی کوئی سجدہ ہے اگر یہ آیت جس طرح متقی صاحب نے نماز میں سجدہ کے ثبوت کے پیش کی ہے تو متقی صاحب پر فرض بنتا ہے کہ اس کی والی نماز میں تو نماز کا پیش امام بھی سجدہ کرتا ہے تو اسے بھی یہاں ثابت کر کے دکھائے نہیں تو صلوٰۃ بمعنیٰ پڑھی جانے والی نماز متقی صاحب کا یہ نظریہ روایت ساز اہل فارس کی ایجاد ثابت ہوتا ہے۔ متقی صاحب نے آیت (۱۷-۱۰۷) کے حوالے سے جو سجدہ ثابت کیا ہے اس میں تو صلوٰۃ کا مسئلہ ہی نہیں ہے اس لئے تو متقی صاحب نے سرے سے سوال کی عبارت سے ہی صلوٰۃ کا لفظ نقل کرنے کے وقت اسے اڑا دیا ہے۔

جناب قارئین! محترم متقی صاحب نے اوپر آیت 17.107 میں **یخرون للاذقان سجدا** سے رائج الوقت نماز کے اندر دیئے جانے والے سجدہ کے ثبوت کیلئے استدلال کیا ہے۔ جناب متقی صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ نے اپنے

بندوں کے قرآن کے اوپر غور کرنے اور تدبر کرنے کی کیفیت کو بیان کیا ہے۔ یعنی جو لوگ اپنی ٹھوڑیوں کو نیچے گرا کر یعنی گردن نیچے کر کے سوچ بیچار کرتے ہیں۔ تو ان کے اس ٹھوڑی کو نیچے کر کے سینہ سے ملانے کو اللہ نے سجدہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ متقی والی نماز کا جو سجدہ ہے اس آیت سے وہ مراد نہیں ہے۔ اگر متقی صاحب والا مروج نماز کا سجدہ اس آیت سے مراد ہوتا تو الفاظ **یخرون للاذقان سجدا** کی بجائے **یخرون لجباھھم سجدا** ہوتا، افسوس کے متقی صاحب **ذقن** کو جبین کی معنی دینے کی ناکام کوشش فرما رہے ہیں۔ جیسے کہ ان کے سوا عربی سمجھنے والا کوئی شخص ہے ہی نہیں۔

(2) میرا دوسرا سوال تھا کہ پورے قرآن میں صلوٰۃ کے اندر تلاوت آیت کتاب کا حکم نہیں ہے۔

متقی صاحب کا جواب:۔ (۱۷/۱۱۰) اور (۱۷/۱۱۱) میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے **ولا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا وابتغ بین ذالک سبیلا**۔ اس میں صلوٰۃ میں درمیانی آواز میں پڑھنا نہیں تو اور کیا ہے؟ (۱۷/۱۱۱) پوری آیت سے واضح ہے اسی طرح (۱۷/۱۰۸) میں سجدہ کی حالت میں کیا پڑھنا ہے صاف لکھا ہے محدب عدسہ سے دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جواب الجواب

جناب قارئین! محترم متقی صاحب نے جواب کے شروع میں جن دو آیتوں کا حوالہ لکھ کر پھر پہلی آیت (۱۷-۱۱۰) کا کچھ حصہ نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اس میں صلوٰۃ میں درمیانی آواز میں پڑھنا نہیں تو اور کیا ہے؟ جناب متقی صاحب نے یہاں جہر اور اخفاء کے درمیانی آواز کو تلاوت یعنی پڑھنے سے تعبیر فرمایا ہے پھر اس سے جہر اور اخفاء کی بھی معنی کوئی شخص تلاوت کرنا کیونکر کر بنالے گا۔ جبکہ قرآن پاک کو پڑھنے کیلئے اللہ عزوجل نے تلاوت کا لفظ لغت اور اصطلاح دونوں طریقوں سے معین فرمایا ہے۔ قرآن میں جہر کا لفظ 15-16 بار استعمال ہوا ہے ان میں سے ایک بار بھی تلاوت کی معنی میں استعمال نہیں ہوا جناب متقی صاحب نے جہر اور اخفاء کی درمیانی آواز نکالنے کو تلاوت کے معنوں

میں لاکر کٹ ماری ہے۔ یہ ان کی لفاظی کا چکما ہے جس کو کوئی اہل علم قبول نہیں کر سکتا اس سے بھی مزید جناب متقی صاحب نے آیت (۱۱۱۔۱۷) اور (۱۰۸۔۱۷) پر بھی کٹیں ماری ہیں جو ان دونوں آیتوں میں صلوٰۃ کا ذکر ہی نہیں ہے تو پھر اس میں تلاوت کا سوال کیونکر پیدا ہوگا شاید اس لئے متقی صاحب نے اپنی تقویٰ کے جوہر دکھاتے ہوئے میرے سوال سے ہی صلوٰۃ کا لفظ اڑا دیا ہے تا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری اس کے باوجود ہر کوئی آیت (۱۰۸۔۱۷) اور (۱۱۱۔۱۷) کھول کر پڑھے اور تسلی کرے اور ان میں تلاوت آیات نکال کر دکھائے

سوال نمبر3:۔ پورے قرآن میں صلوٰۃ کی ادائیگی کیلئے محل ومقام کے طور پر مسجد کا ذکر نہیں ہے

متقی صاحب کا جواب:۔ لفظ مسجد میں ہی سجدہ پوشیدہ ہے جب آپ ظاہری فارم اختیار نہ کریں گے تو اس کی اصطلاحی فارم پر کہاں عمل پیرا ہوں گے۔ پہلا سبق تو یاد نہیں کیا دوسرے کو کیسے یاد کر لیں گے۔ پہلے جمع تفریق سیکھیں گے تو ضرب، تقسیم آئے گی۔ پہلی ظاہری فارم آتی ہے پھر اصطلاحی استعمال شروع ہوتا ہے۔

جواب الجواب

افسوس کہ متقی کے صاحب کے اس جواب سے پڑھنے والوں کو متقی صاحب کی علمی لیول کی معلومات ہوگئی ہے اب متقی صاحب کے جواب پر کسی طرح جوابی تبصرہ کیا جائے جو اس نے سوال کو ہی نہیں سمجھا۔ سوال کیا گیا کہ صلوٰۃ کی ادائیگی کیلئے محل ومقام کے طور پر مسجد کا ذکر کہاں آیا ہے۔؟ تو جواب عنایت فرمایا کہ مسجد میں سجدہ پوشیدہ ہے۔ عجب مینٹل ماجرا ہے پہلے سوال میں ہم نے صلوٰۃ کے اندر سجدے کا حوالہ پوچھا تو وہاں صلوٰۃ کو ہی گم کر دیا اور یہاں تیسرے سوال میں صلوٰۃ کیلئے محل و مقام کے طور پر مسجد کا پوچھا ہے تو بتاتے ہیں کہ سجدہ مسجد میں ہے اور ہمارے کیلئے جمع وتفریق کے حساب جا کر سیکھنے کا حکم دیدیا۔ خدا خیر کرے اب بلاغ القرآن کے قارئین کا "چشم بددور"۔

سوال نمبر4:۔ پورے قرآن میں صلوٰۃ کیلئے پڑھنے کے لفظ سے حکم کہیں بھی نہیں دیا گیا۔

متقی صاحب کا جواب:۔ بیشک اقراء کا لفظ نہیں ہے لیکن (۱۱۰۔۱۷) سے واضح ہے کہ یہ عمل پڑھنے والا ہے لفظوں کے ہیر پھیر میں پڑ کر صلوٰۃ پڑھنے والی کا ہی منکر ہونا ٹھیک نہیں ہے اس میں اقراء نہیں تو کیا یتلی اور ادعوا بھی نہیں ہے (۱۰۷۔۱۷)۔ (اس جواب کی مزید اگلی عبارت میں متقی صاحب نے راغب کے حوالے سے اقراء اور تلاوت کا معنوی فرق سمجھایا ہے)۔

جواب الجواب

جب آپ تسلیم کر چکے کہ بیشک اقراء کا لفظ قرآن میں صلوٰۃ کیلئے استعمال نہیں ہوا تو اب آگے کیوں (۱۱۰۔۱۷) کے حوالہ سے جھوٹی دعویٰ کر رہے ہیں کہ اس میں یہ عمل پڑھنے والا ہے پھر آپ فرماتے ہیں کہ لفظوں کے ہیر پھیر میں نہ پڑیں تو بتائیں کہ کیا معنی لفظوں کے بغیر حاصل ہو سکتے ہیں جس طرح کہ آپ ورد کر رہے ہیں کہ قل ادعوا اللہ اور ادعوا الرحمان کی معنی ہے نماز پڑھو، تو آپ جو ہمیں نصیحت فرما رہے ہیں کہ صلوٰۃ پڑھنے والی کا ہی منکر ہونا ٹھیک نہیں ہے تو کیا جب اقیموا الصلوٰۃ کے حکم اقامت کے آپ خود بھی منکر ہیں اور محرف بھی جو اس کی نظام صلوٰۃ والی معنی کو آپ چھوتے بھی نہیں تو یہ آپ کا تحریفی عمل ٹھیک ہے؟

اور ہم پر آپ کا جبر ہے کہ جو لفظ اقرأ بقول آپ کے کہ صلوٰۃ کے ساتھ آیا ہی نہیں ہے اسے ضرور تسلیم کریں۔

سوال نمبر5:۔ پورے قرآن میں لفظ اقامت اپنے مختلف صیغوں میں ڈھائی سو بار سے زیادہ استعمال ہوا ہے کہیں بھی ایک موقع پر پڑھنے کی معنی میں استعمال نہیں کیا گیا۔

متقی صاحب کا جواب:۔ اقامت میں اگر پڑھنے کا عمل کہیں نہیں آیا تو اس کا مطلب یہ کہاں سے نکلتا ہے کہ اقامت میں پڑھنا منع ہے۔ یہ لفظ بھی بھول بھلائیاں ہیں۔ یعنی چکمہ دینے والی بات ہے عدم استعمال کا معنی نفی ہرگز نہیں۔

جواب الجواب

جناب عالی! آپ نے فرمایا ہے کہ اگر پڑھنے کا عمل کہیں نہیں آیا تو اس کا مطلب یہ کہاں سے نکلتا ہے کہ اقامت میں پڑھنا منع ہے سو محترم اس کا جواب یہ ہے کہ جب قرآن میں صلوٰۃ کے ساتھ اقراء کا لفظ نہیں آیا اور بجائے اس کے اقامتِ کا لفظ آیا ہے تو ایک بار بھی اقرأ کی معنی کو اقامت کے ذیل میں منتقل کریں گے تو پھر ختم نبوت کے انکار کی معنی نکالنے کا بھی دروازہ کھل سکتا ہے، کیا خیال ہے؟ لفظوں کی حاکمیت اور حرمت کو لتاڑا نہ جائے۔ آپ کس ڈیوٹی پر بلاغ القرآن میں براجمان ہیں آپ تو چکمہ کو خود استعمال کر رہے ہیں اور اپنی چکمہ بازی کو ہمارے سر پر مار رہے ہیں کسی بھی لفظ کی اپنی اصل معنی کرنے کے بجائے اسے دوسرے لفظ کی معنی میں لانے کو ہی چکمہ کہا جاتا ہے۔ جس طرح آپ اقامت کی معنی میں اقرأ یعنی پڑھنے کو لا رہے ہیں۔

سوال نمبر 6:۔ پڑھنے کا حکم اقرأ اپنے مختلف صیغوں میں 17 بار قرآن کے اندر استعمال ہوا ہے کسی ایک مقام پر بھی اسے صلوٰۃ کے ساتھ استعمال نہیں کیا گیا۔

متقی صاحب کا جواب:۔ نمبر 4 میں اس کی وضاحت مذکور ہے۔

جواب الجواب

ہم نے بھی نمبر چار میں آپ کے جواب کا پوسٹ مارٹم کر دیا ہے۔

سوال نمبر 7:۔ پورے قرآن میں صلوٰۃ کی ادائیگی میں مروج نماز والی جماعت اور صفیں باندھنے کا حکم کہیں بھی نہیں ہے۔

متقی صاحب کا جواب:۔ اس سے تو نظم وضبط کا پتہ چلتا ہے تہذیب کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب مومنوں کو صلوٰۃ کے لئے بلایا جائے (۹۔۶۲) تو وہ کس حالت میں ہوں یہ قرآن انسانوں کی طرف نازل ہوا ہے جس نے کافی ترقی کی منزلیں طے کر لی تھیں اسے پتہ تھا کہ مہذب جماعت کیا ہوتی ہے۔ وہ رسول کے بلاوہ پر حاضر ہو کر احکامات کی بجا آوری کرتے تھے۔ اس میں اقامت بھی شامل ہے۔ رکوع بھی اور سجدہ بھی۔

جواب الجواب:۔

جناب متقی صاحب:۔ آپ تو کٹ پر کٹ مارتے جا رہے ہیں صلوٰۃ کی طرف بلاوے کی لئے تو آپ نے بغیر حکم دیئے از خود نظم وضبط اور تہذیب کا پتہ بتا دیا اور نزول قرآن سے واقعی جماعت رسول نے کافی ترقی کی منزلیں طے کر لی تھیں اور خود کو مہذب بھی ثابت کر لیا تھا اس کے باوجود بھی اس کی تربیت کیلئے قرآن حکیم نے تفصیلی احکامات دیئے ہیں اگر آپ کے کہنے کے مطابق بغیر سمجھانے کے اصحاب رسول نماز میں صفیں باندھ کر نظم وضبط کا مظاہرہ کرتے ہیں تو آپ کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ اسی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ **لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی** (۲۔۴۹) یہ تربیتی حکم بھی تو اس مہذب جماعت کو ہے اور **لاتدخلوا بیوت النبی الا ان یأذن لکم الی طعام** (۵۳۔۳۳) کا حکم بھی تو اس نظم وضبط کی تربیت کیلئے دیا گیا ہے اور اسی نظم وضبط کی تعلیم کیلئے اسی آیت میں مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ دعوت طعام میں کھانا کھانے کے بعد باتوں کیلئے پرائے گھر میں براجمان ہو کر مجلسیں نہ کرو اور فوراً نکل جاؤ صاحب خانہ رسول اللہ تو حیا کے سبب سے تمہیں نکل جانے کے لئے نہیں کہہ رہے ہیں لیکن اللہ کو کسی کی کیا پرواہ اس لئے کھانا کھاتے ہی گھر سے نکل جایا کرو اور اگر گھر والوں سے کبھی بھی کوئی سامان وغیرہ طلب کرنا ہو تو دروازے کے سامنے کھڑے ہونے کے بجائے دیوار کی اوٹ میں کھڑے ہو کر طلب کیا کرو کسی کی پرائیوسی میں داخل دینا غلط بات ہے (۵۳۔۳۳)۔ متقی صاحب قرآن کی یہ تعلیم بھی تو اس جماعت کیلئے ہے جس کے لئے آپ فرماتے ہیں کہ وہ صلوٰۃ میں بغیر کہے از خود صفیں باندھیں گے اچھا اگر آپ کی ہی بات صحیح ہے تو اللہ عزوجل نے سورۃ صف میں میدان جنگ کے دوران صفیں باندھنے والے لشکر کی تو تعریف کی ہے کہ **ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص** (۴۔۶۱) لیکن اللہ نے آپ کے نمازیوں کی صف بندی کو تو کہیں بھی نہیں سراہا ایک تو فارسی لوگوں کی نماز کو آپ زوری گھسیٹ کر قرآن میں لا رہے ہیں پھر خود

صلوٰۃ کیلئے صف بندی کے ان کہے حکم کے ساتھ رکوع، سجدہ کے بھی جعلی اضافوں کی کٹ مارتے جارہے ہیں جس کے لئے کسی بھی قرآن کی آیت کا حوالہ آپ کے پاس نہیں ہے اگر بلاغ القرآن کے ادارہ سے قرآن کی یہ گت بنائی جارہی ہے تو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔

سوال نمبر 8:۔ پورے قرآن میں رائج الوقت اذان کا کوئی حکم اور تفصیل نہیں ہے۔

متقی صاحب کا جواب:۔ (۹۔۶۲) سے واضح ہے نودی للصلوٰۃ میں صلوٰۃ کیلئے ندا کی جائے اس کا طریقہ کار کیا ہے؟ کیسے بلاتا ہے؟ یہ مشاورت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جن لوگوں نے اذان کی مشاورت کی اور مختلف کلمات جوڑ کر اذان وضع کی ہوسکتا ہے وہ درست حالت میں ہمارے پاس نہیں اس میں ترمیم کی جاسکتی ہے، (اس کے آگے متقی صاحب نے نئے سرے سے مشاورت کے ذریعے گھنٹیاں بجا کر نماز کے لئے بلانا یا اتنی ترقی کرنا جو ترقی یافتہ قوم بغیر بلاوے کے وقت پر خود بخود بھاگی چلی آنے کے اجتہادی مشاورتی فارمولے لکھے ہیں اس لئے ہم صرف اوپر کے جواب کا جواب لکھتے ہیں)۔

جواب الجواب

جناب متقی صاحب نے اپنے جواب میں موجودہ مروج نماز کے لئے دی جانے والی اذان کیلئے لکھا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ یہ درست حالت میں ہمارے پاس نہیں، اس میں ترمیم کی جاسکتی ہے اب اس جواب سے تو ایک طرح متقی صاحب نے ہمارے تائید فرمادی ''لیکن شرم کے مارے کھل کر نہیں''، لیکن اس جواب سے تو متقی نے اپنی پڑھی جانے والی صلوٰۃ کی گردن پر خود کلہاڑی ماردی وہ اس طرح کہ جو اذان اور ندا بڑے اونچے آواز سے مسجد سے باہر کونے وغیرہ پر کسی اونچائی مینارہ وغیرہ سے دی جاتی ہے وہ تو متقی صاحب کو زندگی کے 21 صدی تک درست حالت میں نہیں پہنچی سو جو صلوٰۃ، اذان کے مقابلہ میں بند مسجد کے اندر یا مکان کے اندر درمیانے دھیمے آواز سے بقول متقی پڑھی جاتی تھی پھر وہ کس طرح درست حالت میں انہیں موصول ہوسکی ہوگی۔

سوال نمبر 9:۔ پورے قرآن میں صلوٰۃ کی ادائیگی کیلئے کسی بھی امام کے پیچھے اسے پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

متقی صاحب کا جواب:۔ اگر امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم نہیں تو نہ پڑھیں چپکے سے سنیں اور امام کی پیروی کریں تمام کاموں میں اپنے سے اعلیٰ کے احکامات مانتے ہیں تو پھر امام صلوٰۃ کی ہدایات پر بھی عمل کریں اور صلوٰۃ مکمل کریں۔

جواب الجواب:

دل تو چاہتا ہے کہ اس جواب کا جواب قارئین کی صوابدید پر چھوڑ دوں لیکن متقی صاحب اس کی معنیٰ کچھ اور ہی نہ نکالیں اس لئے ان کی خدمت میں عرض ہے کہ حکیم لوگ کہتے ہیں کہ دماغ کی صفائی کیلئے اطریفل اسطخدوس اچھی چیز ہے میں نے سوال کیا ہے کہ قرآن میں صلوٰۃ کی ادائیگی کیلئے امام کے پیچھے پڑھنے کا حوالہ بتایا جائے۔ تو جواب میں متقی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم نہیں ہے تو نہ پڑھیں چپکے سے سنیں جناب متقی صاحب یہ تو پھر آپ پڑھنے والی نماز یا صلوٰۃ سے خود ہی مکر گئے یہ صلوٰۃ تو پھر بجائے پڑھنے والی کے سننے والی ہوگئی!! یہ کونسی سورت اور آیت میں ہے؟ حوالہ تو لکھ مارتے یا اس پر بھی کٹ ماردی پھر متقی صاحب آگے لکھتے ہیں کہ تمام کاموں میں اپنے سے اعلیٰ کے احکام مانتے ہیں تو پھر امام صلوٰۃ کی ہدایات پر بھی عمل کریں اور صلوٰۃ مکمل کریں۔ پہلے تو متقی صاحب نے لکھا کہ اگر امام کے پیچھے پڑھنے کا حکم نہیں تو نہ پڑھیں اس کے بعد دوسری ہی سطر میں فرماتے ہیں کہ امام صلوٰۃ کی ہدایت پر عمل کریں۔ اس جواب سے تو متقی صاحب کی ایجاد کردہ صلوٰتوں کا یہ تیسرا قسم اور عدد نکل آیا ایک صلوٰۃ پڑھی جانے والی، دوسری سنی جانے والی اس کے بعد اب یہ تیسری امام کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر صلوٰۃ مکمل کرنا۔۔ کاش مجھے پاور ہو: جو میں ربوہ جا کر وہاں ان سے ان کے ایکسپورٹ کردہ متقیوں کا رجسٹر نکلوا کر ان کی لسٹ چیک کر کے کم سے کم چاچا احمد علی کے الزام کو غلط ثابت کرتا کہ بلاغ القرآن کا ادارہ تو ایسے امپورٹڈ لوگوں سے پاک ہے۔

سوال نمبر 10 :۔موجودہ وقت کی رائج نماز میں جو درود بر آل محمد پڑھا جاتا ہے جبکہ آیت (۳۳۔۴۰) کے مطابق محمد الرسول اللہ سلام علیہ کو آل نہیں دی گئی اس لحاظ سے یہ درود بھی تو خلاف قرآن ہوا۔

متقی صاحب کا جواب:۔آپ کو کس نے پابند کیا ہے کہ ضرور آل پر درود بھیجیں جماعت اہل ذکر والقرآن مسلمین نے تو عرصہ ہوا ہے اسے ختم کردیا ہوا ہے آپ بھی نہ پڑھیں غور وفکر اچھی بات ہے لیکن ایسا غور وفکر جس سے نفس مضمون کا ہی انکار کردیا جائے کہاں کا انصاف ہے۔ پڑھنے والی صلوٰۃ جو حشو وزوائد انہیں نکال کر قرآنی صلوٰۃ سامنے لائیں وہی محمد سلام علیہ کی صلوٰۃ ہوگی۔

جوابُ الجواب

جناب معزز قارئین! میرے سوال پر غور فرما کر بعد میں متقی صاحب کے جواب کی طرف آئیں جو وہ اپنے جواب میں رسول اللہ کیلئے منسوب اور مشہور کردہ غیر قرآنی اور خلاف قرآن آل کے لئے کچھ بھی نہیں کہہ رہے ہیں اور میرے اِس استدلال کیلئے بھی تصدیقی رائے نہیں دیتے صرف یہ فرماتے ہیں کہ آپ کو کس نے پابند کیا ہے کہ ضرور آل پر درود بھیجیں۔ جماعت اہلِ الذکر والقرآن مسلمین نے تو عرصہ ہوا اسے ختم کردیا ہوا ہے آپ بھی نہ پڑھیں اور جو متقی صاحب نے لکھا ہے کہ انہوں نے پڑھنے والی صلوٰۃ سے حشو وزوائد نکال کراسے خالص بنالیا ہے جس پر یہ لوگ عمل پیرا ہیں وہ حشو وزوائد یہ نکالے ہیں جو متقی صاحب نے بلاغ القرآن کے اسی شمارہ کے اندر مضمون محترم ڈاکٹر حافظ شاہد اقبال صاحب از ہراز ہری کی کتاب ''قرآن اور حدیث'' پر تبصرہ پر پھر مصنف کا تبصرہ پھر اس پر متقی صاحب کا تبصرہ والا مضمون ہے اس میں رسالہ کے صفحہ نمبر 22 پر ستر ہویں سطر سے متقی صاحب لکھتے ہیں کہ کچھ لوگ پہلی رکعت میں آپ کے ساتھ شامل ہوں اور جب وہ ایک رکعت پوری کرلیں یعنی ایک سجدہ تک صلوٰۃ ادا کرلیں تو وہ واپس نگرانی کی ڈیوٹی پر چلے جائیں تو یہ اس ٹولی کی قصر صلوٰۃ ہوگی پھر ایک سطر چھوڑ کر آگے لکھتے ہیں کہ اور دوسرے جنہوں نے ابھی صلوٰۃ ادا نہیں کی وہ

آپ کے پیچھے صلوٰۃ ادا کریں اور اپنے اسلحہ سے غافل نہ ہوں یہ دوسری ٹولی کی قصر صلوٰۃ ہوگی اس عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے یہ امر مجبوری کیا کیونکہ آپ نے دونوں ٹولیوں کی امامت کرنی ہے پوری صلوٰۃ یعنی دو رکعات ادا فرمائی باقی مقتدیوں نے اپنی اپنی باری قصر صلوٰۃ ادا فرمائی۔

جناب قارئین! اگر متقی صاحب یہ اہل فارس والی مانوی نماز لے رہا ہے اور آیت (۴۔۱۰۱) میں قصر صلوٰۃ کی جو رعایت دی گئی ہے تو اس رعایت سے رسول اللہ کو ان بلاغ القرآن والوں نے قرآن کی دی ہوئی رعایت سے کیوں مستثنیٰ کیا ہے اس کی ان کے پاس کیا دلیل ہے اور اگر مجبوریوں کا بہانا ہے تو قرآن نے بھی آیت (۴/۱۰۲) میں **ان کان بکم اذی** سے مجبوریوں کا ذکر کیا ہے اس میں تو رسول اللہ کی ڈبل ڈیوٹی والی بلاغ القرآن والوں کی ایجاد کردہ مجبوری کا کوئی ذکر نہیں ہے پھر یہ اہل الذکر متقی لوگ بتائیں کہ ان کی نظر میں نماز سے حشو زوائد کی چھانٹی کی کسوٹی کیا ہے؟ اگر ان کے پاس کسوٹی قرآن ہے تو وہ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اس کے اندر صلوٰۃ کے پڑھنے کا اور امام دونوں کا وجود نہیں ہے اور یہ لوگ **اقیموا الصلوٰۃ** کی معنی اقرأ الصلوٰہ کر کے قرآن کے اندر تحریف معنوی کررہے ہیں جو جماعتوں کی ایک ایک رکعت والی لنگڑی نماز اور قصر کی رعایت سے امام الصلوٰۃ کو مستثنیٰ کر کے اس پر دو رکعات لاگو کرنا جبکہ امام اپنی مسافر جماعت کے ساتھ خود بھی شریک سفر ہیں اور شریک جنگ ہیں۔

مسئلہ اقیمو الصلوٰۃ پر سامراجی روپ کے بہروپ

ماہنامہ رسالہ بلاغ القرآن کے شمارہ مئی 2007 میں جناب قاضی کفایت اللہ صاحب کا مضمون چھپا تھا، جسمیں انہوں نے الصلوۃ کی معنیٰ رائج الوقت نماز قرار دی تھی اور اس معنیٰ کے ثبوت کے لئے ہی وہ سارا مضمون تھا جس پر میں نے ایک جوابی اور تردیدی مضمون کا ایک پمفلٹ شائع کیا تھا جسکا نام " حکم قرآن "اقیمو الصلوۃ کی معنوی تحریف لکھا تھا، اسکے جواب اور رد میں ماہنامہ رسالہ بلاغ القرآن لاہور میں جناب قاضی صاحب نے مضمون لکھا ہے جسکی ایک قسط تیرہ صفحات پر مشتمل شمارہ اگست 2007 میں شائع ہوئی تھی، جسمیں آخر میں لکھا تھا کہ (جاری ہے)، پھر اسکے بعد دوسری قسط نومبر 2007 میں آئی ہے جو کہ 22 صفحات پر مشتمل ہے اور اسکے آخر میں بھی لکھا ہے کہ (جاری ہے)، جناب قاضی صاحب نے میرے قرآنی موقف یعنی صلوۃ کی معنی اتباع قرآن کو اپنی پہلی قسط کے شروع میں یورپ کی اندھی تقلید والی عجمی سازش قرار دیکر لکھا ہے کہ وہ اس کا ہمہ گیر و ہمہ جہت محاصرہ کرتے ہوئے اسے اسکے منطقی انجام اور کیفر کردار تک پہنچایا جائے پھر آگے قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ اب انشاء اللہ ہم صرف صلوۃ ہی کا دفاع نہیں کرینگے بلکہ فتنہ انکار صلوۃ کے بانی و مبانی افراد، ان کے پس پردہ اسباب و محرکات اور جس جس ماخذ سے انہوں نے یہ سب فکری مغالطے چوری کئے ہیں ان میں سے ہر ایک سے پردہ اٹھائینگے۔ اسکے بعد قاضی صاحب

نے میرا شکریہ ادا کیا ہے کہ میں نے انہیں یہ گرانقدر موقعہ فراہم کیا ہے۔

جناب قارئین محترم! جناب قاضی صاحب نے اپنے پہلے مضمون شمارہ مئی 2007 میں سورۃ ماعون کے لفظ مصلین کا بین القوسین میں ترجمہ "نمازیوں" تو کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قاضی صاحب کا الصلوۃ کے نام سے امت مسلمہ کے سر پر الصلوۃ کا ترجمہ نماز قرار دینا، جو لفظ نماز عجمی اور غیر عربی ہے، تو بتایا جائے کہ عجمیوں کی اس عجمی سازش جو بقول قاضی صاحب یہ یورپی استعمار کی اندھی تقلید ہے، اس عجمی سازش کا مرتکب، صلوۃ کا ترجمہ فارسی لفظ نماز قرار دینے والا ہے، یا صلوۃ کا ترجمہ تصریف قرآن کی رہنمائی میں اتباع قرآن قرار دینا دینے والا ہے؟

محترم قارئین! اللہ کرے کہ جناب قاضی کفایت اللہ صاحب دامت فیوضہم جنکے مضامین قرآن فہمی سے میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور میں دل میں انکی قرآن دانی پر انکی بڑی قدر کرتا ہوں وہ اس عجمی سازش کا ضرور تعاقب کریں اور اتا پتا کھولیں یہ امت پر انکا احسان ہوگا میں قارئین کی خدمت میں صرف اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ جناب قاضی کے اب تک کے شائع شدہ مضامین (بسلسلہ صلوۃ کو نماز قرار دینے والے) اور مزید جو آئندہ بھی اسی مہم یعنی اقیمو الصلوۃ کو عربی سے عجمی بنانے یعنی (پڑھو نماز) کے طور پر جتنے بھی انکشافات و دلائل اس سازش کو کیفر کردار تک پہچانے کیلئے قاضی لکھینگے وہ انکے اپنے بارے میں ہونگے،

میں عزیز اللہ بوہیو اقیموا الصلوۃ کے عجمی ترجمہ و مفہوم یعنی (پڑھو نماز) کا ہرگز قائل
نہیں ہوں اور اس عجمی سازش کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے میدان علم و تاریخ
میں لنگ کسوٹ کر پہلے میں آیا ہوں اب میرے بعد قاضی صاحب نے جو اعلان
فرمایا ہے کہ وہ بھی اس عجمی سازش کو منطقی انجام اور کیفر کردار تک پہنچا کر دم لینگے
اب قارئین کو صرف تھوڑی سی زحمت کرنی پڑیگی وہ یہ کہ یورپی سازش سے متاثر
شدہ اس شخص کو سمجھیں جو صلوۃ موقت کو پانچ یا تین نمازیں قرار دیتا ہے، اور جو
اقامۃ اور اقیموا کے قرآنی حکم کا ترجمہ پڑھنا اور پڑھو کرتا ہے (یعنی اس عجمیت کا
نمائندہ قاضی صاحب کفایت اللہ ہے عزیز اللہ بوہیو نہیں ہے اب قاضی صاحب
کے انکشافات کا ضمیر اور مصداق خود قاضی صاحب پر فٹ کرنا ہوگا) مجھے یہاں
اتنی سی گزارش کرنے کے بعد مزید کچھ لکھنے کی گنجائش تو معلوم نہیں ہوتی لیکن
میرے لئے حافظ سکندر صاحب حافظ کریانہ مرچنٹ مچھلی مارکیٹ لاڑکانہ، ایسا تو
لٹھ بردار محتسب بنا ہوا ہے جو نہ جاء ماندن نہ پاء رفتن۔

جناب قاضی کفایت اللہ صاحب اپنے جوابی مضمون کی پہلی قسط بلاغ
القرآن شمارہ اگست 2007 میں میرے لئے لکھتے ہیں کہ علامہ موصوف میرے
مضمون کا تعاقب کرتے ہوئے سب سے پہلا الزام میرے اوپر یہ عائد کرتے
ہیں کہ میں نے حکم قرآن اقیموا الصلوۃ کی معنوی تحریف کی ہے، معلوم نہیں کہ
علامہ صاحب کے یہاں تحریف اور پھر معنوی تحریف کا مفہوم کیا ہے؟ کیا وہ

بتائینگے کہ میں نے اقیموا الصلوۃ کے حکم میں کون سی معنوی تحریف کی ہے؟

جواب

جناب قاضی صاحب! ہاں بلکل ضرور بتاؤنگا کہ آپ نے اقیموا الصلوۃ
کی کون سی معنوی تحریف کی ہے، جناب یہ بات تو ابھی کی تحریر میں بھی عرض کردی
ہے لیکن پھر بھی تکرار سے عرض کرتا ہوں کہ آپ نے ماہنامہ بلاغ القرآن
مئی 2007 والے شمارہ میں سورۃ الماعون کے لفظ مصلین کی معنی بریکٹ میں
(نمازیوں) لکھا ہے، قاضی صاحب یہ آپکا ترجمہ تحریف معنوی ہے، وہ اسطرح
کہ نماز کا لفظ پرشن اسپیکنگ اہل فارس کے آتش پرست مجوسیوں زرتشتیوں کی
آگ کے سامنے پوجا کیلئے وضع کردہ ہے جسے عجمی امپورٹڈ سازشی اماموں نے
صلوۃ کے معنی میں فٹ کر دیا ہے اور پھر انکی اس قرآن مخالف صلوۃ کی تحریف کی
سازش کو آپ قاضی کفایت اللہ صاحب ربانی، شیلٹر دیکر انکے وکیل بنے ہوئے ہیں؟

جناب قاضی صاحب ! آپ مجھ سے بہت بڑے عالم ہیں آپکے
سامنے میں طفل مکتب ہوں، صلوۃ صیغہ مشتق ہے جس سے اشتقاق کے ذریعہ ہر
معنیٰ کیلئے جدا جدا صیغے نکلتے ہیں وہ بھی سیکڑوں کی تعداد میں، قرآن کی اتنی ساری
کثیر المقاصد کثیر الجھات کثیر المفاہیم اصطلاح صیغہ صلوۃ کا ترجمہ آپکے عجمی پیشوا
ماموں نے جس لفظ نماز سے کیا ہے یہ تو انکی لفظ صلوۃ کو ڈی گریڈ کر کے اسکی
معنوی تحریف کی ہے اور آپ انکی اس قرآن دشمن سازش کو تحفظ دینے کیلئے الٹا

مجھے عجمی سازش کا مرتکب ہونے کاالزام لگارہے ہیں،نماز کالفظ جامد اور عقیم ہے
اس سے تو کسی بھی صیغہ کا اشتقاق نہیں ہوسکتا،مشتق صیغہ والے اصطاحی لفظ کی
معنیٰ جامد اور عقیم لفظ سے کرنا یا تو جھالت ہے یا سازش ہے،امام لوگ جاہل تو
نہیں تھے البتہ قرآن دشمن ضرور تھے اور انقلاب قرآن کو سبوتاج کرنے والے
سازشی بھی تھے جسکی تفصیل میری کتاب فتنہ انکار قرآن میں پڑھی جاسکتی ہے
،آگے اسی مقام پر قاضی صاحب مجھ سے سوال فرماتے ہیں کہ اور ہاں وہ یہ بھی
بتائیں کہ ان کے نزدیک صلوۃ،صلوۃ موقت اور اقامتہ صلوۃ کے قرآنی الفاظ و
مصطلحات کی کیا حقیقت یا معنویت ہے۔

جناب!توجہ فرمائیں، **الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلو ۃ
و مما رزقنا ھم ینفقون** (3-2)اس آیت میں جو بھی صلوۃ کا مفہوم ہے وہی
اس کی حقیقت ہےاور **فلا صدق ولا صلی ولاکن کذب وتولی**
(۳۲-۳۲-۳۵)ان دو آیتوں سے معنویت یعنی صلوۃ بمعنی اتباع قرآن ثابت
ہوتا ہے،(کیا یہ دو اور دو چار کی طرح نہیں ہے؟)

جناب قاضی صاحب کے اس جوابی مضمون کے دوسرے صفحہ پر دو
سرے نمبر کی سرخی ہے،خود مکتفی ہونا،اسکے ذیل میں قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ
دور حاضر کے پرکشش نعروں میں سے ایک نہایت پرکشش نعرہ یا دعوی یہ ہے کہ
قرآن کریم ایک خود مکتفی کتاب ہے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام حدیث یا تفسیر کا محتاج نہیں

ہے،ہم نے جو کچھ لینا ہے اس کے اندر سے لینا ہے قرآن کریم سے باہر کوئی چیز
نہیں لینی ، یہ وہ نعرہ ہے کہ جب انسان اس کی کشش و جاذبیت میں گرفتار ہوجاتا
ہے،تو سب سے پہلے وہ صلوۃ،صیام،حج اورزکوۃ کا عملی طور پر منکر ہوجاتا ہے۔

جناب قاضی صاحب! آپ نے اعلان قرآن،کفایت کتاب اللہ پر طنز
کرتے ہوئے انکاری انداز میں لکھا ہے کہ دور حاضر کے اس پرکشش نعرہ کی
جاذبیت سے وہ صلوۃ صوم حج اور زکوۃ کا عملی طور پر منکر ہو جاتا ہے یعنی آپ
قرآن کے کافی ہونے کے منکر تو ہیں ہی،لیکن صلوۃ کے مسئلہ میں بھی تو آپ صلوۃ
کی معنی کو مجوسیوں کی نماز قرار دیکر خود بھی تو منکر صلوۃ ہو چکے ہیں،دوسرے لوگ تو
منکر نماز ہوئے ہیں،ان میں سے منکر صلوۃ تو کوئی بھی نہیں ہے جو لوگ منکر نماز
بنے ہیں وہ تو قرآن کو کافی سمجھ کر انہوں نے امام مافیا والے ترجمہ کردہ لفظ نماز کا
انکار کیا ہے،لیکن آپ نے تو قرآن کو ناکافی قرار دیکر پھر صلوۃ کی معنوی تحریف
سے اسے نماز قرار دیکر خود قرآنی صلوۃ کے منکر ہو گئے ہیں اور ایرانی نماز سے
مشرف ہوکر ربوہ والوں کی نماز ضائع ہونے پر بھی آپ نے جوابی مضمون میں ان
سے تعزیت فرمائی ہے آپ اپنے رشتوں کے ڈانڈے آپ جانیں کیونکہ ربوہ
والو کا مذہب بھی قرآن کے ساتھ حدیثوں اجماع فقہ اور آپ کے تواتر کو قرآن
کی طرح اصل قرار دیتے ہیں اور صلوۃ کی معنیٰ نماز قرار دیتے ہیں،اگر ڈاکٹر قمر
الزماں صاحب صوم اور صیام کی اپنی منفرد معنی نکالتا ہے تو اسنے بھی اپنی کتاب میں

آپکے شاگرد ہونے کا شرف بیان کیا ہے۔

اب جو آپ نے اپنے فیوضات سمیٹنے کیلئے یا عام کرنے کیلئے قرآن کتاب اللہ کو نا کافی قرار دیا ہے جسکی معنی ناقص بھی ہے جس کیلئے خود مکتفی کے عنوان سے اپنی علمیت جھاڑی ہے یہ تو افتراء علی اللہ ہے، یہ **اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم** کی آپ نے کھلی تحریف کی ہے جو اولم یکفہم کو خود مکتفی کے صیغہ سے اسے کفایت کتاب یعنی آپ نے قرآن کے کافی ہونے کے معنی کا انکار کیا ہے، آپ نے رسالہ کے صفحہ نمبر 9 پر لکھا ہے کہ اس مقام سے ہر اس شخص کو جو خالی الذہن ہو کر اس کا مطالعہ کرے گا اس کو صاف طور پر معلوم ہو جائیگا، کہ یہاں پر کتاب کو مکتفی کتاب نہیں ٹھرایا جارہا، کیونکہ اگر یہ کتاب اس حوالے سے خود مکتفی قرار دی جائے تو پھر سوال اٹھتا ہے کہ آپ کی بعثت اپنے اندر کیا معنویت رکھتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ کسی دور میں بھی اللہ تعالیٰ نے صرف کتاب نازل کر کے اس پر کفایت نہیں کی، بلکہ ہمیشہ کتاب ہر دور میں کسی نہ کسی نبی کے توسط سے نازل ہوئی ہے کیونکہ صرف کتاب کا نازل کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس کی تفہیم و تنفیذ کر کے افراد کو نفوس راضیہ مرضیہ بنانا مقصود ہوتا ہے، یہاں تک قاضی صاحب کی عبارت کا نقل پورا کرتے ہیں، (تبصرہ) جناب قارئین قاضی صاحب کی عبارت کو غور سے پڑہیں بار بار پڑہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے جو کتاب نازل فرمائی ہیں وہ خود مکتفی نہیں ہے، اب قارئین حضرات

قرآن حکیم میں استعمال کردہ لفظ اولم یکفھم کا مفہوم قاضی صاحب کی تشریحی تفسیری عبارت میں سے بتائیں کہ اسکا تعلق کس کے ساتھ ہے، یہ تو قاضی صاحب نے کھل کر لکھ دیا کہ یہاں پر کتاب کو مکتفی کتاب نہیں ٹھرایا جارہا ہے۔

جناب قارئین اللہ نے قرآن میں **اولم یکفھم** کا **ثلاثی مجرد کفی یکفی کفایۃ والا صیغہ** استعمال فرمایا ہے جس سے قاضی صاحب خبر نہیں کیوں کنی کترا کر باب افتعال کی طرف بھاگ کر اسے مکتفی کے صیغہ سے بار بار استعمال کررہے ہیں قاضی صاحب کا قرآنی صیغہ سے فرار بے معنی نہیں ہے اسلئے کہ قرآنی استعمال والے صیغہ سے کفایت کا مفہوم کافی ہونے کا مفہوم الکتاب کی صفت بنانے سے یا نزول کتاب کی صفت بنانے سے الکتاب کی صفت کے حوالے سے ہر صورت میں قرآن کے کافی ہونے کی معنیٰ نکلتی ہے سو کفایت کی مصدر سے بھاگ کر جسے اللہ نے اپنے کلام میں لایا ہے اور لانا پسند کیا ہے اس سے قاضی صاحب کا باب افتعال کے صیغہ مکتفی کو بار بار استعمال کرنا یہ صرف پڑھنے والوں کو پریشان کرنے کیلئے ہے کہ یہ مکتفی کا مفہوم صرف قاضی کفایت اللہ کی علمیت سے ہی معلوم ہوگا، جناب قارئین! قاضی صاحب کا اس آیت میں غیر قرآنی صیغہ کا استعمال خود بتا رہا ہے کہ قاضی صاحب پڑھنے والوں کو چکمہ دینے کی مہم میں سرگردان ہے، اتنی حد تک جو اگر اس چکمہ دینے میں قاضی صاحب کامیاب ہوجاتا تو اپنا نام بھی کفایت کی مصدر سے منتقل کر کے افتعال

کے وزن پر اکتفاء اللہ رکھ دیتا، لیکن وہ خود اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ وہ صرف
لفظوں کا کھیل کھیل رہے ہیں، چلو اگر ہم گھڑی سوا کیلئے اللہ کو ناراض کر کے قا
ضی صاحب کا فرمان مانتے ہیں کہ آیت او لم یکفھم انا انزلنا علیک
الکتاب (۵۱_۲۹) میں کافی ہونے والی وصف یہ کتاب اللہ کی نہیں ہے اور یہ
وصف تعلق رکھتی ہے نزول کتاب کے عمل سے (جو کہ یہ بھی قاضی صاحب نے
نہیں لکھی میں اپنی طرف سے لکھ رہا ہوں کیونکہ قاضی صاحب تو کفایت کا تعلق
اور وصف بتانے کو بھی گول کر گئے ہیں کہ کس کے ساتھ ہے، قاضی صاحب اپنے
تفسیری نوٹ میں لکھتے ہیں کہ (حقیقت یہ ہے کہ کسی دور میں بھی اللہ تعالی نے
صرف کتاب نازل کر کے اسپر کفایت نہیں کی لیکن اللہ پاک نے تو آیت کے
اخیر میں ان فی ذالک لرحمتہ و ذکری لقوم یو منو ن سے دنیاء
کائنات کو بتا دیا کہ میرا یہ نزول کتاب والا عمل، اسکی کفایت، عمل کے اندر جو
کفایت کی معنیٰ اور وصف بتائی جا رہی ہے، اسی میں رحمتہ اور نصیحت ہے ایسی قوم
کیلئے جو ایمان رکھنے والی ہے تو کفایت کا تعلق اگر نزول قرآن سے کیا جائیگا تو
بھی معنیٰ قرآن کے کافی ہونے کی نکل آتی ہے، قاضی صاحب اسے مانے یا
نا مانے اور آیت میں جو ان فی ذالک لرحمتہ فرمایا گیا ہے تو یہ بھی وہی
معنیٰ ہوئی کہ کیا انکے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپکے اوپر الکتاب جو وحی
متلو ہے نازل فرمائی ہے اس جملہ سے بھی کفایت کا تعلق نزول کتاب متلو سے ہوا،

پھر آگے فرمایا کہ یہ کفایت والی رحمت ہے جبکہ رحمت بھی قرآن کا نام ہے پڑھ کر
دیکھیں فقد جاءکم من ربکم (ہدی ورحمتہ (57-6) اور جو فرمایا کہ یہ کفایت والی
کتاب ذکری بھی ہے، تو ذکری بھی قرآن کا نام ہے حوالہ پڑھ کر دیکھیں قل لا ا
سئلکم علیه اجرا ان هو الا ذکری للعالمین 6/90 اب ان سب
حوالوں کے بعد بھی قاضی کفایت اللہ صاحب قرآن جیسی الکتاب کیلئے کافی
ہونے کی وصف اور تعریف کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں، جسطرح کہ
قارئین نے انکی عبارت میں پڑھ کر دیکھا ہے، تو یہ فیصلہ بھی قرآن حکیم نے اسی
ہی آیت) (51-29) میں نمٹایا ہوا ہے کہ کفایت قرآن متلو کے نظریہ کو ماننے
میں بھی رحمت اور نصیحت ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لانے والے ہوں، اب ہر
کوئی جا کر اپنے من اندر کو ٹٹولے کہ اسکے اندر ایمان لانے کا کتنا داعیہ ہے۔

جناب قارئین اس عنوان کے شروع میں ہم قاضی صاحب کے جواب
میں سے انکی سرخی (خود مکتفی ہونا) کی کچھ عبارت نقل کر چکے ہیں اسی عبارت کے
ایک حصہ کو دوبارہ پھر سے نقل کر کے کچھ گذارش کرینگے، قاضی صاحب لکھتے ہیں
کہ (دورِ حاضر کے پر کشش نعروں میں سے ایک نہایت پر کشش نعرہ یا دعوی یہ
ہے کہ قرآن کریم ایک خود مکتفی کتاب ہے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام حدیث یا تفسیر کا محتاج
نہیں ہے ہم نے جو کچھ لینا ہے اسکے اندر سے لینا ہے، قرآن کریم سے باہر کی
کوئی چیز نہیں لینی، قاضی صاحب کی عبارت یہاں تک ختم کر کے تبصرہ عرض کرتے

ہیں کہ جناب قارئین! یہ عبارت واقعی ایسا ہی آدمی لکھ سکتا ہے جو قرآن حکیم کی
اپنے لئے کافی ہونے کی دعوی کا منکر ہو جسطرح کہ علامہ قاضی کفایت اللہ
صاحب ہیں، مجھے پھر یہاں قاضی صاحب کی عبارت ہیں قارئین کی توجہ انکے
جملہ دور حاضر کے پر کشش نعروں میں سے ایک نہایت پر کشش نعرہ کی طرف
مبذول کرانی ہے، ویسے تو آپ ابھی پڑھ کر آئے کہ قاضی صاحب کتاب اللہ کو
خود مکتفی کتاب تسلیم نہیں کر رہا ہے، اور قرآن کے کافی ہونے کا بھی منکر ہے اور
انکار ہی بھی ہے جس قرآن کی شان میں اللہ پاک اعلان فرمارہے ہیں کہ الیوم
اکملت لکم دینکم (۵/۳) یعنی میں اللہ آج آپکے دین کی تکمیل کا اعلان
کررہاہوں کہ تمہارا دین جسکا ماخذ قرآن حکیم ہے، اسکے مکمل اور کامل ہونے کا
اعلان کر رہا ہوں، تو بتایا جائے کہ اے قاضیو! جس کامل اور مکمل دین کا ماخذ
کتاب قرآن حکیم اگر ناکافی ہوگا، یا بقول قاضی کہ قرآن خود مکتفی نہیں ہے،
الکتاب ناکافی ہے تو پھر اس سے اخذ کیا ہوا دین کسطرح مکمل ہو سکے گا، اسطرح
سے تو اللہ کا اعلان تکمیل دین سے متعلق (۳-۵) جھوٹا ہو جائیگا، اسلئے لاہور
والے اور دنیا والے سن لیں کہ قاضی کفایت اللہ ساکن لاہور قرآن کو نہ کافی کہنے
میں نرا جھوٹا ہے لیکن وعد اللہ حقا و من اصدق من اللہ قیلا (۱۲۲-۴)

اللہ کی قرآنی احادیث سے بڑھ کر قاضی کفایت اللہ کے عجمی اماموں کی
حدیثیں سچی نہیں ہو سکتی اللہ کی باتیں اللہ کے قول، اللہ کی حدیثیں سچی ہیں انکے

مقابلہ میں قاضی کفایت اللہ کی انکار کفایت قرآن والی باتیں جھوٹی ہیں، قاضی
کفایت اللہ کے تواتروں والی باتیں جھوٹی ہیں، قاضی کفایت اللہ صاحب نے یہ
جھوٹ فرمایا ہے کہ قرآن کے کافی اور خود مکتفی ہونے کا نعرہ یہ موجودہ دور کا نعرہ
ہے، قاضی صاحب! کان کھول کر سنو کہ قرآن کے کافی ہونے کے نعرہ کا دور، نزول
قرآن والا دور ہے۔ یہ آج کے زمانہ کی بات نہیں ہے، جناب قاضی صاحب! عمر
کے اس آخری کنارہ سے جب ایک بھی دھچکے سے آپ اللہ کے ہاں حاضر ہونگے
تو کیا اسکے پاس آپ یہ نظریہ لے کر جائینگے کہ اسکے اعلان کردہ کامل دین کا ماخذ،
قرآن ناکافی تھا اور قرآن اپنی تعبیر و تفسیر میں عجمی امام مافیا کی گھڑی ہوئی حدیثوں
اور خود ساختہ تواتروں کا محتاج تھا، قاضی صاحب! میری تحریر میں جو گرمی ہے وہ
صرف اس وجہ سے ہے کہ آپکے اندر اللہ نے قرآن فہمی کی بڑی صلاحتیں ودیعت
کی ہوئی ہیں، میں آپکے مقالات قرآن پڑھ کر دل سے آپکا معتقد ہوں اور آپکی
علمیت کا معترف ہوں، لیکن قرآن کے مقابلہ میں آپ سمیت ہر ایک سے ٹکر
لینے کیلئے تیار رہتا ہوں، جناب قاضی صاحب! آپکے مقابلہ میں ہیں جاہل ہی
سہی لیکن جب آپ قرآن کو عجمی اماموں کی روایات اور من گھڑت تواتروں کا
تابع بنائینگے، تو پھر آپ پر قرآنی علوم کے آسمان سے جو تیر برسینگے (۵-۶۷) تو
انکے برداشت کا کسی میں دم نہیں ہے، میں آپکے اوپر الزام لگا رہا ہوں کہ آپ خود
اپنے ضمیر سے بھی سچے نہیں ہیں، ملاحظہ فرمائیں آپنے آیت قرآن ھو الذی

انزل الیکم الکتاب مفصلا (6/115-116) کی حوالہ سے اپنے جوابی
مضمون کی قسط نمبر پہلی رسالہ بلاغ القرآن شمارہ اگست 2007 میں لکھا ہے کہ
قرآن کے کتاب مفصل ہونے کی وصف اور دعوے کے (6-115-116) غلط
مفہوم نے بھی ان لوگوں کے راہ حق سے منحرف ہونے اور دوسروں کو منحرف
کرنے میں بڑا مرکزی کردار انجام دیا ہے، جناب قاضی صاحب! آپ نے
قرآن کے اعلان کتاب مفصل ہونے اور قرآن کا تفہیم کے لئے مسائل کیلئے
اعلان کہ فصلناہ تفصیلا 17/12 اسپر جو اپنے فضول قسم کی خرافات فرمائی ہے میں
ضرور اسپر تفصیلی جوابات دیتا لیکن آپ نے اپنی کتاب مقالات قرآن کے مقالہ
بنام، قرآن حکیم اور فاسقین، کے اندر اسی آیت افغیر دین اللہ ابتغی حکما وھو
الذی انزل الیکم الکتاب مفصلا (6-15) کا ترجمہ کیا ہے کیا میں اللہ
تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو اپنے لئے حکم مان لوں، اس کی تلاش میں ادھر ادھر بھاگا
پھروں حالانکہ وہ تو تم سب کی طرف ایک بڑی ہی واضح اور مفصل کتاب نازل
فرما چکا ہے، ہم تو جناب قاضی صاحب آپ کے اس ترجمہ کو کہ مفصل معنیٰ، بڑا ہی
واضح، کو درست سمجھتے ہیں، لیکن آج کل خبر نہیں کہ کیوں آپ اپنے ہی علم سے
منحرف ہو گئے ہیں (مشکل لگتا ہے کہ اس رنگ بدلنے کا راز کسی کو آپ سنائیں یہ
راز شاید تلاش ہی کرنا پڑیگا)، جناب قاضی صاحب! آپ نے بلاغ القرآن کے
اسی ہی شمارہ کے صفحہ نمبر گیارہ پر قرآن کے ناکافی ہونے اور اسکے تاریخ، تواتر اور

عرف قوم، کا محتاج ہونے کیلئے آپ نے چوبیس عدد سوالات لکھے ہیں جنکے اخیر
میں آپ نے لکھا ہے کہ، عرض یہ کہ اس طرح کے بے شمار مقامات ہیں کہ جن کا
جواب کتاب اللہ کی نص کے ساتھ دیا جائے ورنہ تاریخ و تواتر، عرف قوم عمل
رسول اور تواتر و اجماع قرون مشہود لھا بالخیر کی اہمیت و افادیت کو پورے شرح
صدر کے ساتھ قبول کرلیا جائے (قاضی صاحب کی تیراندازی کی عبارت ختم)
قاضی صاحب! میں نے جو اپنے پمفلٹ میں آپکی عجمی نماز جسے آپ صلوۃ موقتہ
کہتے نہیں تھکتے پر گیارہ سوال لکھے تھے آپ نے ان میں کے ایک بھی سوال کا
جواب نہیں دیا کچھ تو آنکھوں میں پانی ہونا چاہئے، جناب قاضی صاحب! یہ
تو آپ نے 24 سوال لکھے ہیں لیکن ایسے چوبیس سو سوالوں کو میں قرآن کی ایک
ہی آیت سے اڑا سکتا ہوں، لیکن اب آتے ہیں آپ کے ہی علمی حضور میں خود
آپکی بات عرض کرنے کیلئے، جناب قاضی صاحب! آپ نے اپنی کتاب
مقالات قرآن، جو آپ نے خود اپنے دست شفقت سے مجھے عنایت فرمائی تھی
اسکے صفحہ نمبر 149 پر آپکا مضمون یا مقالہ ہے، مصلحین امت اور قرآن حکیم، کے
نام سے اس میں آپ نے رقم فرمایا ہے کہ کتاب چونکہ (۱۵-۱۶-۵) کے حوالہ
سے نور ہے اس لئے مومن کی جس قدر اس سے وابستگی و تعلق بڑھتا جاتا ہے اتنا
ہی وہ نفس امارہ کے ظلم اور اس کے پیدا کردہ ظلمات سے نجات پاتا چلا جاتا ہے،
اس خروج ظلمات کے نتیجے میں اس کی ذات، ان اطواق وسلاسل (غلط عقائد

واعمال) سے رہائی پاتی چلی جاتی ہے جو توارث وتواتر کے نام پر اس کے اوپر
مسلط ہو چکے ہوتے ہیں (نقل عبارت ختم) ہاں تو جناب قاضی صاحب! آپکا
ایک دور یہ ہے، جو آپ شہر لاہور میں شائقین علوم قرآن کے سامنے جو مقالات
،علوم قرآن، پڑھ کر پھر انہیں چھپوا کر باقیات الصالحات کے طور پر لوگوں کو علم
قرآن کی روشنی دے چکے ہیں، کہ قرآن کے پیچھے چلو اور اسلاف کی توارث اور تو
اتر سے جان، چھڑاؤ، اب یہ بادخزاں کہاں سے آگئی، جو آج آپ تاریخ وتواتر کو
پورے شرح صدر کے ساتھ قبول کرنے کی وصیت فرمارہے ہیں، اور آپکو قرآن
دشمن روایاتی تواتر اور روایات پر مبنی تاریخ کے کھوجانے کا غم کھائے جارہا ہے، قرآن
کے سینے پر عجمی اماموں نے صدیوں سے تیراندازی کر کے اسے چھلنی کیا ہوا ہے، اب
جو کمی رہے گئی ہے اسے آپ تواتر کی آڑ میں پوری کر رہے ہیں، خود بدلتے نہیں
قرآن کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق، جناب قاضی
صاحب! آپ نے رسالہ بلاغ القرآن کے 2007 کے شمارہ نومبر میں اپنے
جوابی مضمون کے آخر میں رسالہ کے صفحہ نمبر 36 پر لکھا ہے کہ ہم جو آئندہ یہ
(سوال وجواب کا علمی مشغلہ جاری رکھیں اس میں ایک دوسرے پر طاغوت پرستی
اور ایک دوسرے کو کفر وشرک کی فتوے بازی سے محفوظ رکھیں گے، ہماری سند
ہی زبان کا محاورہ ہے کہ بلی سو چوہے کھا کر چلی ہے حج کرنے کو گناہ بخشوانے
کے لئے، سو جناب قاضی صاحب کو اب قرآن کی واحد اصل دین پر بلاشرکت

غیرے پر اعتماد نہیں رہا، اب قاضی صاحب اس ہنر سے بحث کو طول دینے کا
مقصد رکھتے ہیں، کہ عزیز اللہ نے جو چودہ سو سالہ امت مسلمہ کے تواتر عملی وعلمی کو
جسطرح عجمی سازش مجوسیت، طاغوت پرستی، اور شرک وکفر قرار دیا ہے یہ عزیز
اللہ کا عمل، قاضی صاحب کی نظر میں عجمی ہو کر اس عجمی سازش کا حصہ بنا ہوا ہے
اور یورپی استعمار کی اندھی تقلید کرتے ہوئے عزیز اللہ امت مسلمہ پر گولہ باری
کرنے میں دن رات مصروف ہے اسکا ہمہ گیر وہمہ جہت محاصرہ کرتے ہوئے
اسے اس کے منطقی انجام اور کیفر کردار تک پہنچایا جائے، جناب قاضی صاحب!
اب جو آپ نے اس کار خیر کا ٹھیکہ یعنی پہلی پرانی امام مافیا نے اپنی آقا قیصریت و
کسرویت سے ٹھیکہ لیکر، قرآن حکیم کے اصل واحد میں، تین اور اصلوں، علم الروایا
ت اجماع اور انکی حدیثوں پر قیاس کے ذریعے، قرآنی انقلابی قوانین کا راستہ روکنے
کیلئے اضافہ کے ذریعے، شریعت کے اصل واحد قرآن، کے علاوہ اور تین اصل
بڑہائے، آپ خبر نہیں کہ تین اصولوں پر چوتھے اصل تواتر کے اضافہ کا ٹھیکہ کس مافیا
سے اور کتنی رقم پر لے آئے ہیں، جو مجھے آمنے سامنے بٹھا کر اپنی
نوکری پکی کرنا چاہتے ہیں، میں نے آپکے چودہ سو سالہ کے عجمی خود ساختہ
اصولوں تواتر علمی وعملی شیش محل پر پتھراؤ کیا ہے، تو وہ کوئی لحاف اوڑھ کر، چھپ کر
نہیں کیا ہے، آپکو ان قرآن دشمنوں کے شیش محل کو بچانے کا شوق ہے تو میری
شرکت کے بغیر آپ اپنی علمی طاقت سے صدیوں والا جو غلام سازی کا فقہ ہے، اسکی

دفاع کریں؟ کون روکتا ہے آپکو، صدیوں سے جھوٹی قرآن دشمن روایتوں سے
آپ نابالغ بچوں کی شادیوں اور نکاح کی حدیثیں بنا کر قرآن سے آپ جنگ
لڑ رہے ہیں، میں نے اپنے رسول اللہ کا دفاع کرتے ہوئے تمہارے تواتر عملی و
علمی پر وار کیا ہے، آپکو کون روکتا ہے، میری کتابیں آپکے پاس موجود ہیں اگر نہ
ہوں تو حکم کریں میں بھیج دوں، آپ اپنے غلام ساز فقہ بنانے والے اماموں کا
دفاع کریں، پتہ لگ جائیگا، کہ یورپی استعمار کی جھنگل والی حویلی کی اندھی تقلید
اور نوکری کون کر رہا ہے، مجھے آپ نے اپنے پہلی قسط کے مضمون میں طاغوتیت
اور عجمیت فاسدہ کا ترجمان قرار دیکر، اب آئندہ کیلئے بعد والے شمارہ میں ضابطہ
اخلاق دینے کی بزرگی دکھائی ہے، ایک دوسرے پر طاغوت پرستی اور ایک
دوسرے کو کفر وشرک کی فتوی بازی سے محفوظ رکھنے کی بات کی ہے، جناب قاضی
صاحب! دیر کا ہے کی ہے ابھی سے سن لیں کہ قرآن حکیم مسائل حیات کیلئے اصل
واحد ہے، جو لوگ قرآن کے اصل کی وحدانیت نہیں مانتے اور اسکے ساتھ روایات
کو، اجماع، قیاس اور قاضی صاحب والے تواتر کو اصل دین قرار دیتا ہے وہ
قرآن کے ساتھ شرک کرتا ہے، اللہ کے ساتھ شرکت کرتا ہے اور توحید کا منکر ہے۔

کرنہ سوچا جائے جبکہ اللہ عزوجل نے قرآنی فکرو فہم کو تا قیام قیامت آنے والے انسانوں کے لئے
کھولا ہوا تھا اور قرآن حکیم نے جا بجا ایسے سگنلز دے رکھے ہیں کہ افلا تتفکرون،
افلا تتدبرون تم کیوں نہیں غور کرتے تم کیوں نہیں سوچتے، یہ سگنل تعقل، تفقہ، تذکرون،
تنظرون ترون کے کئی سارے کوڈورڈوں سے سیکڑوں کی تعداد میں قرآن کے اندر دہرائے
ہوئے ہیں جن سے قیصریت، کسرویت اور قارونیت کی ایجنٹ امام مافیا کے لئے گھڑا ہوا یہ عقیدہ
بھسم ہو جاتا ہے، پاش پاش ہو جاتا ہے کہ انکے اوپر قرآن پر غور و فکر کرنے اور اجتہاد کرنے کے
راستے بند ہو گئے۔

محترم قارئین! اس سے بڑھ کر اور کون سی آفت ہو سکتی ہے کہ دین کے اصل واحد کو
توڑنے کے لئے فہم قرآن کے نام سے گھڑے ہوئے علم روایات اور اجماع اور فقہ کے نام سے
تین دوسرے اصول وضع کر کے اصل واحد قرآن کی تعلیم کی جگہ ان تین قرآن دشمن علوم کو مزید
اصل قرار دیکر تعلیم دین کے نام سے مکہ، مدینہ، مصر، حجاز، برصغیر کے جملہ علاقوں مطلب کہ پورے
عالم اسلام کے اندر ان قرآن دشمن علوم کو دینی تعلیم کے نام سے پڑھایا جا رہا ہے جہاں قرآن کو
امامی تحریک کی من گھڑت روایات، قرآن دشمن فقہوں کے تالوں میں قید کیا ہوا ہے، اس لئے میں
امت مسلمہ کے بہی خواہوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اٹھیں اور قران حکیم کو سمجھ کر پڑھنے، با ترجمہ و
با معنی پڑھنے اور بغیر سمجھے بغیر معنی کے نہ پڑھنے کی ایک تحریک چلائیں، ایک مہم چلائیں۔ ایک ہلچل
مچائیں، جس سے ہمارا ایک ایک گھر تعلیم و تفہیم قرآن کا مدرسہ بن جائے، ایک ایک اسکول، کالج،
محفل، آفس دکان و تفریحی مرکز تفہیم قرآن کا اور تذکیر قرآن کا مرکز بنجائے جہاں کرایہ پر عالمی
استعمار کو کوئی بھی خودکش بمبار نہ مل سکے۔

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ